Spot CMYK#Waheed

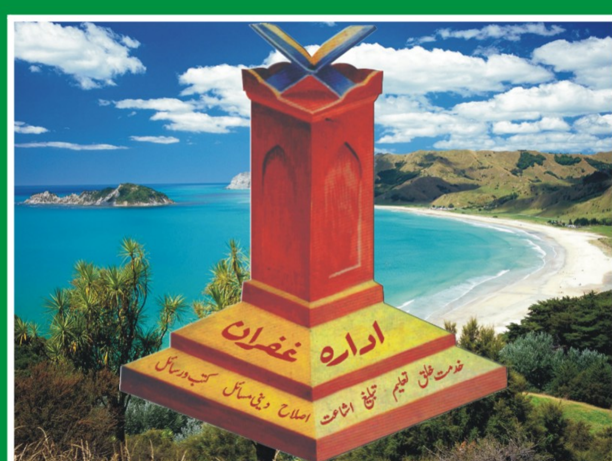

ماہنامہ

# التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام



مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس، مفتی محمد امجد، حکیم محمد فیضان، غفار الحق



فی شمارہ.................25 روپے

سالانہ...............300 روپے

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

قانونی مشیر

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہرماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا



برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

# ترتیب وتحریر

صفحہ


اداریہ ......................وطنِ عزیز میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی.........مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط۱۲۳)......... ایامِ تشریق میں ذکرُ اللہ کا حکم .............// // ۵

درسِ حدیث .................نظر لگنے کی حقیقت اور اس کا علاجِ نبوی (قسط۴)...// // ۱۳

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

اہلِ جنت کا سوئے جنت روانگی کا منظر (جنت کے قرآنی مناظر:۲۸)...............مفتی محمد امجد حسین ۱۷

اسلام کی بنیاد پر یہ ملک بنا ہے (بسلسلہ دفاعِ پاکستان قسط:۵)...........................// // ۲۳

گاہکوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا (بسلسلہ: آدابِ تجارت)................مفتی منظور احمد ۳۰

وہ امور جن کے لئے وضو کرنا مستحب ہے (وضو کے مسائل واحکام، قسط۴)...............مفتی محمد یونس ۳۶

والدین کی نافرمانی اور ان کو تکلیف پہنچانے کا وبال (بسلسلہ: والدین کے ساتھ حسنِ سلوک: قسط۴) ۔مولانا غلام بلال ۳۹

ماہِ ذی الحجہ: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات.................مولانا طارق محمود ۴۴

علم کے مینار: ............امام شافعی رحمہ اللہ کی تصنیفات............مولانا محمد ناصر ۴۶

تذکرۂ اولیاء: ...........نبی ﷺ کا وصال اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ..........// // ۴۸

پیارے بچو! .............................قمری مہینے.............................// // ۵۵

بزمِ خواتین ....................نفلی عبادات اور حسنِ اخلاق................مولانا طلحہ مدثر ۵۷

آپ کے دینی مسائل کا حل... غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم (قسط۱)....ادارہ ۶۵

کیا آپ جانتے ہیں؟........ قبر پر ہاتھ اُٹھا کر دُعاء کرنے کا حکم (قسط۱).........مفتی محمد رضوان ۷۴

عبرت کدہ .................... حضرت آدم کی اولاد............مولانا طارق محمود ۸۲

طب وصحت..................کچھ دھوپ اور کچھ سایہ میں بیٹھنا............مفتی محمد رضوان ۸۵

اخبارِ ادارہ ............ ادارہ کے شب وروز................مولانا محمد امجد حسین ۹۰

اخبارِ عالم .......... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں............حافظ غلام بلال ۹۱


Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

# وطنِ عزیز میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی

ایک عرصہ سے وطنِ عزیز میں دہشت گردی وانتہاء پسندی کا سلسلہ قائم ہے، جس کی زد میں اب تک ہزاروں بے گناہ شہری، بچے، بوڑھے، خواتین اور مرد وحضرات آچکے ہیں، کئی خواتین بیوہ ہو چکی ہیں، کئی بچے یتیم ہو چکے ہیں، بہت سے والدین اپنے بچوں کے سہارے سے محروم ہو چکے ہیں، اور کتنے افراد ایسے ہیں کہ جواپاہج اور معذور ہونے کی حالت میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، اور یہ سلسلہ کسی مرحلہ پر تھمنے اور رکنے کا نام نہیں لے رہا، جبکہ اس سے بچنے کے لئے طرح طرح کے تبصرے، تجزیئے، مذاکرات اور آپریشن جاری ہیں۔

مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے خلاف اس طرح کے دہشت گردی پر مشتمل حملے اور فضا قائم کرنے والے بیشتر مسلح گروہ بھی مسلمان شمار کئے جاتے ہیں، بلکہ وہ اپنے آپ کو عظیم مسلمان تصور کرتے ہیں، اور وہ اس طرح کے اقدامات کو وقت کی اہم ترین ضرورت سمجھتے ہیں۔

ابھی حال ہی میں مورخہ 16 دسمبر 2014ء کو پشاور میں ایک عظیم سانحہ رونما ہوا، جس میں کئی معصوم بچوں اور خواتین کو نشانہ بنایا گیا، اور ان کو بے دردی وبے رحمی کے ساتھ موت کی نیند سلا دیا گیا، اس واقعہ کے خلاف ملک بھر میں اور کئی دوسرے ممالک میں حکومتی وعوامی سطح پر شدید مذمت کی گئی اور غم وغصہ کا اظہار کیا گیا، اور مختلف مسالک کے علمائے کرام ومشائخِ عظام نے بھی اس واقعہ کو غیر اسلامی اور ظالمانہ قرار دیا۔

اسی کے ساتھ فوجی وحکومتی اداروں اور سیاسی ومذہبی جماعتوں کی طرف سے دہشت گردوں کو پھانسی سمیت ان کے خلاف سخت ترین اقدامات کی بھرپور حمایت کی گئی، جس کے نتیجہ میں پھانسی کے موقوف قانون پر عمل درآمد شروع کر دیا گیا، اور مختلف مقامات پر چھاپہ مار کر مشتبہ ومشکوک افراد کی گرفتاری کا عمل شروع کر دیا گیا ہے۔

اگر ایک طرف پشاور کا سانحہ انتہائی افسوسناک ہے، تو دوسری طرف یہ بات خوش آئند ہے کہ دہشت گردی کے خلاف مذمت اور کارروائی کرنے پر تقریباً تمام مذہبی وسیاسی جماعتیں واکابر اہلِ علم متفق ہیں۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

لیکن موجودہ وقت میں ایک اہم کام علمی اور دوسرے سنجیدہ طبقوں کی طرف سے یہ ضروری ہے کہ وہ اس طرح کے واقعات کو اگر واقعتاً قابلِ مذمت سمجھتے ہیں، تو وہ شرعی دلائل اور شکوک وشبہات کے معقول جوابات کے ساتھ دہشت گردی اور مسلمانوں کے خلاف برسرِ پیکار ہونے اور خاص کر عورتوں اور بچوں پر اس طرح کے اٹیکس (Attacks) کے ناجائز ہونے کی سنجیدہ انداز میں تحریراً وتقریراً تبلیغ بھی کریں، اور اس سلسلہ میں کوئی اجتماعی تحریری فیصلہ بھی صادر کریں، تاکہ شرعی اعتبار سے مسئلہ واضح ہوجائے اور شکوک وشبہات زائل ہوجائیں، اور دین کے نام پر جو کئی قسم کی غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں، یا پیدا کی جاتی ہیں، وہ بھی دور ہوجائیں، مگر یہ سب کام نیک نیتی، اخلاص اور انصاف پسندی وسنجیدگی اور تسلسل کے ساتھ بغیر کسی لومۃ لائم کے ہونا چاہئے، اور تمام مسلح گروہوں کو بھی اپنے دینِ اسلام کی تعلیمات ہونے کی وجہ سے ٹھنڈے دل کے ساتھ ان ہدایات پر غور اور عمل کرنا چاہئے، تبھی اس میں نوارنیت وبرکت اور اللہ کی رضا حاصل ہوگی۔

اسی کے ساتھ مسلح گروہوں کو یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ کہیں درپردہ اسلام دشمن عناصر تو اسلام کے نام پر لوگوں کے جذبات ابھار کر اس قسم کے اقدامات کے لئے ذہن سازی کر کے اپنے مشن پر عمل پیرا نہیں ہیں۔

دوسرا کام یہ کرنے کی ضرورت ہے کہ مختلف مسالک کے درمیان جو مسلکی اختلافات ہیں، ان میں ہر فریق کو معتدل اور سنجیدہ طرزِ عمل اختیار کرنے کی تلقین کی جائے، اور ایک دوسرے پر بے جا نکیر کرنے اور ایک دوسرے کے جذبات ابھارنے اور بھڑکانے والے رویہ کو ترک کرنے کی نہ صرف تبلیغ کی جائے، بلکہ اپنے اپنے مسلک کے متبعین کو اس کا پابند بنانے کا اہتمام کیا جائے۔

اور اس سلسلہ میں ائمہ اور رہنما حضرات کو باقاعدہ تربیت دینے کا اہتمام وانتظام کیا جائے، تاکہ انتہاء پسندی کا خاتمہ ہو۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے تمام گروہوں اور مسالک کے حضرات کو فہمِ سلیم عطا فرمائے، اور تمام امتِ مسلمہ کو متحد ومتفق ہوکر ایک دوسرے کا معاند ومخالف اور فریق بننے کے بجائے ایک دوسرے کا معاون ورفیق بننے کی نعمت سے نوازے، اور اسلامی کے ہمہ گیر وسیع الجہت بنیادی اصولوں کو مدِ نظر رکھ کر اجتماعیت کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہو۔ آمین۔

Idara Ghufran

(سورہ بقرہ قسط۱۲۳، آیت۲۰۳) مفتی محمد رضوان

# ایامِ تشریق میں ذکرُ اللہ کا حکم

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ أَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ (سورة البقرة، رقم الآية ۲۰۳)

ترجمہ: اور ذکر کرو تم اللہ کا گنتی کے چند دنوں میں (سورہ بقرہ)

## تفسیر وتشریح

مذکورہ آیت میں گنتی کے چند دنوں میں جو اللہ کا ذکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ان دنوں سے مراد بہت سے مفسرین کے نزدیک ایامِ تشریق ہیں۔

حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابنِ عباس اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ اور بعض تابعین اور جلیل القدر مفسرین سے یہی مروی ہے۔

(احکام القرآن جصاص، تحت آیت ۲۰۳ من سورة البقرة، بَابُ أَيَّامِ مِنًى وَالنَّفْرِ فِيهَا، الاوسط لابن المنذر، ج۴ص۲۹۷، جِمَاعُ أَبْوَابِ التَّكْبِيرِ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ)

اور بعض احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ، وَّشُرْبٍ، وَذِكْرِ اللّٰهِ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۰۷۲۲، باسناد صحيح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایامِ تشریق کھانے اور پینے اور ذکرُ اللہ کے دن ہیں (مسند احمد)

اور حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّا كُنَّا نَهَيْنَاكُمْ عَنْ لُحُوْمِهَا أَنْ تَأْكُلُوْهَا فَوْقَ ثَلَاثٍ لِكَيْ تَسَعَكُمْ، فَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ بِالسَّعَةِ فَكُلُوْا وَادَّخِرُوْا وَاتَّجِرُوْا، أَلَا وَإِنَّ هٰذِهِ الْأَيَّامَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (سنن ابی داوٗد، رقم الحديث ۲۸۱۳، باسناد صحيح)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو تین دن سے زائد قربانی کا گوشت رکھنے سے منع فرمایا تھا تاکہ وہ گوشت سب تک پہنچ جائے، اب اللہ نے گنجائش دی ہے، لہٰذا تم (قربانی کا گوشت خود بھی) کھاؤ اور آئندہ کے لئے بھی رکھو اور صدقہ کر کے ثواب بھی کماؤ اور یاد رکھو کہ ایامِ تشریق کھانے اور پینے اور ذکرُ اللہ کے دن ہیں (مسند احمد)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: أَیَّامُ التَّشْرِیْقِ أَیَّامُ طَعْمٍ وَذِکْرٍ (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۳۶۰۲، باسناد حسن)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایامِ تشریق کھانے اور ذکر کرنے کے دن ہیں (ابنِ حبان)

ان احادیث میں ''ایامِ تشریق'' کو کھانے پینے اور اللہ عزوجل کا ذکر کرنے کے دن قرار دیا گیا ہے۔

ایامِ تشریق سے مراد دس ذی الحجہ اور اس کے بعد تین دن ہیں۔

اس طرح کی احادیث کے پیشِ نظر اکثر فقہائے کرام کے نزدیک ایامِ تشریق میں روزے رکھنا بھی ممنوع ومکروہ ہے۔

(کذا فی: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۸ ص۱۷، ۱۸، مادة "صوم")

اور ایامِ تشریق کے دنوں میں نماز کے بعد تکبیر پڑھنے کا بھی حکم ہے، جس کو تکبیرِ تشریق کہا جاتا ہے۔

اور حنفیہ کے علاوہ اکثر فقہائے کرام کے نزدیک ایامِ تشریق میں تکبیرِ تشریق سنت ومستحب ہے۔

البتہ حنفیہ کے نزدیک راجح یہ ہے کہ ایامِ تشریق میں تکبیرِ تشریق واجب ہے۔

(کذا فی: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۷ ص۳۲۵، مادة "ایام التشریق")

البتہ تکبیرِ تشریق کے ابتدائی اور انتہائی اوقات میں فقہائے کرام کی آراء مختلف ہیں۔

مالکیہ اور بعض شافعیہ کے نزدیک تکبیرِ تشریق کا وقت دس ذی الحجہ کے دن کی ظہر سے شروع ہوتا ہے، اور حنابلہ کے نزدیک اور حنفیہ کی ظاہر الروایۃ کے مطابق اور امام شافعی کے ایک قول کے مطابق تکبیرِ تشریق کا وقت نو ذی الحجہ کے دن کی فجر سے شروع ہوتا ہے۔

جہاں تک تکبیرِ تشریق کے انتہائی وقت کا تعلق ہے، تو حنابلہ کے نزدیک اور حنفیہ میں سے امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک اور شافعیہ اور مالکیہ کے ایک قول کے مطابق تیرہ ذی الحجہ کے دن کی عصر کی نماز پر اس کا

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وقت ختم ہوتا ہے، اور شافعیہ کے ایک قول کے مطابق اور مالکیہ کے معتمد قول کے مطابق تکبیرِ تشریق کا وقت تیرہ ذی الحجہ کی فجر کی نماز پر ختم ہوجاتا ہے۔

(کذافی: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۷ص ۳۲۵، ۳۲۶، مادة "ايام التشريق")

اور حنفیہ کا فتویٰ امام ابو یوسف اور امام محمد کے قول پر ہے۔

(کذا فی: البحرالرائق ج ۲ ص ۱۷۹، باب العيدين)

حضرت عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ:

عَنْ عُمَرَ ؛ أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ يَوْمَ عَرَفَةَ إِلٰى صَلَاةِ الظُّهْرِ مِنْ آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ (مصنف ابنِ ابی شيبة) [1]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یومِ عرفہ (یعنی نو ذُوالحجہ) کی فجر کی نماز سے ایامِ تشریق کے آخری دن کی ظہر کی نماز تک تکبیرِ تشریق پڑھتے تھے (ابنِ ابی شیبہ)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ: كَانَ يُكَبِّرُ مِنْ يَّوْمِ عَرَفَةَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ إِلٰى آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ، ثُمَّ يُمْسِكُ صَلَاةَ الْعَصْرِ (الاوسط لابن المنذر) [2]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یومِ عرفہ (یعنی نو ذُوالحجہ) کی صبح کی نماز سے لے کر ایامِ تشریق کے آخری دن (یعنی تیرہ ذی الحجہ) تک تکبیرِ تشریق پڑھتے تھے، پھر عصر کی نماز پر رُک جاتے تھے (ابنِ منذر)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ عُمَرَ كَانَ يُكَبِّرُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ يَوْمَ عَرَفَةَ إِلٰى صَلَاةِ الظُّهْرِ مِنْ آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ يُكَبِّرُ فِي الْعَصْرِ يَقُوْلُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ (الاوسط لابن المنذر) [3]

---

[1] رقم الحديث ۵۶۸۱، كتاب الصلاة، باب التَّكْبِيرُ مِنْ أَيِّ يَوْمٍ هُوَ ، وَإِلَى أَيِّ سَاعَةٍ ؟واللفظ لهٗ، مستدرک حاكم، رقم الحديث ۱۱۱۲.

[2] رقم الحديث ۲۲۰۰، كتاب العيدين، ذكر اختلاف أهل العلم فى التكبير فى أدبار الصلوات أيام منى، دارطيبة، الرياض، السعودية.

[3] رقم الحديث ۲۲۰۷، كتاب العيدين، كيفية التكبير فى أيام التشريق، دارطيبة، الرياض، السعودية.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرفہ (یعنی نو ذی الحجہ) کی فجر کی نماز سے لے کر ایامِ تشریق کے آخری دن (یعنی تیرہ ذی الحجہ) کی ظہر کی نماز تک تکبیر کہتے تھے، عصر میں بھی تکبیر کہتے تھے، اور یہ کہتے تھے کہ: اَللّٰہُ أَکْبَرُ اَللّٰہُ أَکْبَرُ لَآ إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ أَکْبَرُ اَللّٰہُ أَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ (ابنِ منذر)

اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ أَنَّہُ کَانَ یُکَبِّرُ مِنْ صَلَاۃِ الْفَجْرِ مِنْ یَّوْمِ عَرَفَۃَ إِلٰی صَلَاۃِ الْعَصْرِ مِنْ آخِرِ أَیَّامِ التَّشْرِیْقِ (کتابُ الآثار لمحمد بن الحسن) ۱؎

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یومِ عرفہ (یعنی نو ذُوالحجہ) کی فجر کی نماز سے لے کر ایامِ تشریق کے آخری دن (یعنی تیرہ ذی الحجہ) کی عصر کی نماز تک تکبیرِ تشریق پڑھتے تھے (کتابُ الآثار)

اور حضرت شقیق سے روایت ہے کہ:

کَانَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یُکَبِّرُ بَعْدَ صَلَاۃِ الْفَجْرِ غَدَاۃَ عَرَفَۃَ، ثُمَّ لَا یَقْطَعُ حَتّٰی یُصَلِّیَ الْإِمَامُ مِنْ آخِرِ أَیَّامِ التَّشْرِیْقِ، ثُمَّ یُکَبِّرُ بَعْدَ الْعَصْرِ (سنن البیهقی) ۲؎

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ عرفہ (یعنی نو ذُوالحجہ) کے دن کی فجر کی نماز سے تکبیر کہنا شروع کرتے تھے، پھر (ہر نماز کے بعد) تکبیر پڑھنے کا سلسلہ جاری رکھتے تھے، یہاں تک کہ امام ایامِ تشریق (یعنی تیرہ ذی الحجہ) کی آخری نماز پڑھاتا تھا، تو عصر کے بعد تکبیر کہتے تھے (بیہقی)

اور حضرت عمیر بن سعید سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَلِيٍّ ؛ أَنَّہُ کَانَ یُکَبِّرُ مِنْ صَلَاۃِ الْفَجْرِ یَوْمَ عَرَفَۃَ إِلٰی صَلَاۃِ الْعَصْرِ مِنْ آخِرِ

---

۱؎ رقم الحدیث ۲۰۸، باب التکبیر ایام التشریق، دارالکتب العلمیة، بیروت، واللفظ لهٗ، الآثار لابی یوسف، رقم الحدیث ۲۹۵.

۲؎ رقم الحدیث ۶۲۷۵، کتاب صلاة العیدین، باب من استحب أن یبتدء بالتکبیر خلف صلاة الصبح من یوم عرفة، دارالکتب العلمیة، بیروت، واللفظ لهٗ، مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۵۶۷۷، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۱۱۱۳، فضل عشر ذی الحجه للطبرانی، رقم الحدیث ۳۵، الاوسط لابن المنذر، رقم الحدیث ۲۱۶۰.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ(مصنف ابن ابی شیبۃ) ۱

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ یومِ عرفہ (یعنی نو ذُوالحجہ) کی فجر کی نماز سے تکبیر کہنا شروع کرتے تھے، اور ایامِ تشریق کے آخری دن (یعنی تیرہ ذی الحجہ) کی عصر تک جاری رکھتے تھے (ابنِ ابی شیبہ)

اورحارث اعور سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ يَوْمَ عَرَفَةَ إِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ يَقُوْلُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ(فضل عشر ذی الحجه للطبرانی) ۲

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ یومِ عرفہ (یعنی نو ذی الحجہ) کی فجر کی نماز سے لے کر ایامِ تشریق کے آخری دن (یعنی تیرہ ذی الحجہ) کی عصر کی نماز تک اس طرح تکبیر کہتے تھے کہ:

"اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ"(طبرانی)

اور حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ مِنْ غَدَاةِ عَرَفَةَ إِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ(سنن البیهقی) ۳

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ عرفہ (یعنی نو ذی الحجہ) کی صبح سے لے کر آخری ایامِ تشریق (یعنی تیرہ ذی الحجہ) کی عصر تک تکبیر کہتے تھے (بیہقی)

اور حضرت عمیر بن سعید سے روایت ہے کہ:

---

۱ رقم الحديث ۵۶۷۸، كتاب الصلاة، باب التَّكْبِيرُ مِنْ أَيِّ يَوْمٍ هُوَ ، وَإِلَى أَيِّ سَاعَةٍ ؟

قال الالبانی:وقد صح عن علی رضی الله عنه " :أنه كان يكبر بعد صلاة الفجر يوم عرفة ,إلى صلاة العصر من آخر أيام التشريق ,ويكبر بعد العصر ."رواه ابن أبی شيبة (۲/۱/۲) من طريقين ,أحدهما جيد.ومن هذا الوجه رواه البيهقی(۳/۳۱۴)ثم روى مثله عن ابن عباس ,وسنده صحيح(ارواء الغليل، ج۳ص۱۲۵، تحت رقم الحديث ۶۵۳)

۲ باب من كان يبتدء بالتكبير يوم عرفة بعد صلاة الفجر ويقطع بعد صلاة العصر من آخر أيام التشريق، رقم الحديث ۳۶.

۳ رقم الحديث ۶۲۷۶، كتاب صلاة العيدين، باب من استحب أن يبتدء بالتكبير خلف صلاة الصبح من يوم عرفة،دار الكتب العلمية، بيروت،واللفظ لهٗ، ورقم الحديث ۶۲۷۷.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

قَدِمَ عَلَيْنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَكَانَ يُكَبِّرُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ عَرَفَةَ إِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ (مستدرک حاکم) [۱]

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے، تو وہ عرفہ (یعنی نو ذُو الحجہ) کی فجر سے ایامِ تشریق کے آخری دن (یعنی تیرہ ذی الحجہ) کی عصر کی نماز تک تکبیر تشریق پڑھتے تھے (حاکم)

اور حضرت عمر، حضرت علی، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم، اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے تکبیرِ تشریق کے یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

”اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ“ [۲]

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ اس طرح تکبیر پڑھا کرتے تھے کہ:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَأَجَلُّ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

(مُصنف ابن أبی شیبة) [۳]

اور بعض حضرات سے صرف اَللّٰہُ أَکْبَرُ کے الفاظ بھی مروی ہیں۔ [۴]

پس گنجائش تو ان میں سے کسی بھی تکبیر کے کہہ لینے کی ہے، لیکن حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہم کی تکبیر زیادہ جامع ہونے کے ساتھ ساتھ امت میں متعارف بھی ہے (کیونکہ اس میں تکبیر،

---

[۱] رقم الحدیث ۱۱۱۵، کتاب صلاة العیدین، دارالکتب العلمیة، بیروت.

[۲] عن عبید بن عمیر، أن عمر: کان یکبر من صلاة الغداة یوم عرفة إلى صلاة الظهر من آخر أیام التشریق یکبر فی العصر یقول: الله أکبر الله أکبر لا إله إلا الله، والله أکبر الله أکبر ولله الحمد (الاوسط لابن المنذر، رقم الحدیث ۲۲۰۷)

عَنْ أَبِی الْأَحْوَص، عَنْ عَبْدِ اللهِ؛ أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ (مُصنف ابن أبی شیبة، رقم الحدیث ۵۶۹۷، كَيْفَ يُكَبِّرُ يَوْمَ عَرَفَةَ؟)

شَرِيكٌ، قَالَ: قُلْتُ لأَبِی إِسْحَاقَ: كَيْفَ كَانَ تَكْبِيرُ عَلِیٍّ، وَعَبْدِ اللهِ؟ فَقَالَ: كَانَا يَقُولاَنِ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ (ایضاً، رقم الحدیث ۵۶۹۹)

عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: كَانُوا يُكَبِّرُونَ يَوْمَ عَرَفَةَ وَأَحَدُهُمْ مُسْتَقْبِلٌ الْقِبْلَةَ فِی دُبُرِ الصَّلاَةَ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ (ایضاً، رقم الحدیث ۵۶۹۶)

[۳] رقم الحدیث ۵۷۰۱، کتاب الصلاة، كَيْفَ يُكَبِّرُ يَوْمَ عَرَفَةَ؟

[۴] حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ؛ أَنَّ الْحَسَنَ كَانَ يُكَبِّرُ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، ثَلاَثَ مَرَّاتٍ (مُصنف ابن أبی شیبة، رقم الحدیث ۵۷۰۰، كَيْفَ يُكَبِّرُ يَوْمَ عَرَفَةَ؟)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تہلیل، اور تحمید کے تینوں جملے موجود ہیں) اس لئے بہت سے فقہائے کرام نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

(کذافی: الاوسط لابن المنذر، ج۴ص ۳۰۹، تحت رقم الحدیث ۲۲۰۹،الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۷ص ۳۲۶، مادة "ايام التشريق")

تکبیرِ تشریق، ایامِ تشریق میں ہر فرض نماز کے بعد پڑھنی چاہیے، اگر ایامِ تشریق کی کوئی نماز قضاء ہوجائے، تو ایامِ تشریق میں ادا کرنے کی صورت میں اس کے بعد بھی تکبیرِ تشریق پڑھنی چاہیے، اور ایامِ تشریق گزرنے کے بعد ادا کرے، تو پھر ضرورت نہیں۔

(کذافی:الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۷ص ۳۲۶، مادة "ايام التشريق")

---

# اہم اعلان

ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17، راولپنڈی میں حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب جمعہ کا خطاب 12 بجے دن شروع فرماتے ہیں، اور نمازِ جمعہ کا قیام پونے ایک بجے (12:45) ہوتا ہے اور نمازِ جمعہ کے بعد عوام کے لئے شرعی مسائل کے سوال وجواب کی نشست بھی منعقد ہوتی ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسلسلہ: ارکانِ اسلام

اضافہ و تحقیق شدہ دوسرا ایڈیشن

# زکاۃ
## کے
## فضائل واحکام

قرآن وسنت اور اسلامی فقہ کی روشنی میں زکاۃ کی فرضیت واہمیت
زکاۃ کے فضائل وفوائد، ترکِ زکاۃ کے نقصانات اور وعیدیں، زکاۃ کی اقسام،
سونے چاندی، مالِ تجارت اور کرنسی کی زکاۃ اور سائمہ جانوروں کی زکاۃ کے قدیم
وجدید مفصل ومدلل باحوالہ احکام
زکاۃ کے متعلق اہم امور ومسائل پر علمی وتحقیقی کلام

مصنف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسلسلہ: اصلاحِ افکار

# مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے افکار
## اور
# تنظیم فکرِ ولیُ اللّٰہی کے نظریات
## کا تحقیقی جائزہ

فلسفہ اور فکرِ ولیُ اللّٰہی و مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے متعلق اہلِ علم واہلِ افتاء کی آرا
تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی طرف نسبت کی حقیقت۔
مولانا عبید اللہ سندھی کی طرف منسوب غیر معتدل وشاذ افکار پر کلام
مولانا سندھی اور تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کے متعلق متعدد اکابر
اور اہلِ علم واہلِ قلم حضرات کی آراوتحریرات اور فتاویٰ

مؤلف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

باسمہٖ تعالیٰ

(بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام) (اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن)

# ماہِ محرم کے فضائل واحکام

اس رسالہ میں قرآن حدیث، فقہ اور سلفِ صالحین کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی سال کے پہلے مہینے ''محرم الحرام'' کے فضائل، مسائل، احکام ومنکرات کو مدلل ومفصل اور سہل انداز میں جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور اسلامی وقمری سن وماہ کی اہمیت اور اس کے مقابلہ میں دوسرے نظاموں کے حقائق کو واضح کیا گیا ہے اور عاشورہ یعنی دس محرم کے دن کی فضیلت واہمیت اور اس سے متعلقہ احکامات ومنکرات کا جائزہ لیا گیا ہے، نیز اس مہینہ کی نسبت سے معاشرے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا معتدل ومثبت انداز میں ازالہ کیا گیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی

مؤلف
مفتی محمد رضوان
مدیر
ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسلسلہ: اصلاح وتزکیہ

# وساوِس اور حقائق

قرآن وسنت، فقہاء ومحدثین اور اہل السنۃ والجماعۃ کی تعلیمات وہدایات کی روشنی میں وسوسوں کی حقیقت اور ان کے احکام، وسوسوں کی اقسام وانواع، وسوسوں کے گناہ ہونے نہ ہونے کا حکم، وسوسوں پر عمل اور ان کی تصدیق کے نتائج ونقصانات، وہم اور مالیخولیا کی بیماری کی حقیقت اور اس سے متعلق واقعات، ایمان، گناہ، ناپاکی، حرمت، طہارت، استنجاء، وضو، غسل، نماز، طلاق اور خواب وغیرہ سے متعلق وسوسوں پر تفصیلی کلام، پاکی وناپاکی اور حلت وحرمت سے متعلق اہم اصول اور مسائل، اور ناپاک چیز کو پاک کرنے کی سہل وآسان صورتیں، وسوسوں کے ضرر ونقصان سے حفاظت کا طریقہ۔

مصنف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

## ملنے کا پتہ

**کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی**
**فون: 051-5507270**

*Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530*

درسِ حدیث　　　　　　　　　　　　　　　　مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

# نظر لگنے کی حقیقت اور اس کا علاجِ نبوی (قسط۴)

## اپنے آپ یا دوسرے کو اپنی نظر لگنے سے حفاظت کی دعاء

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأٰی أَحَدُکُمْ مِنْ نَّفْسِہٖ وَأَخِیْہِ مَا یُعْجِبُہٗ فَلْیَدْعُ بِالْبَرَکَۃِ فَإِنَّ الْعَیْنَ حَقٌّ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۴۹۹) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے آپ میں یا اپنے بھائی میں پسندیدہ چیز دیکھے، تو برکت کی دعاء کردے، کیونکہ نظر لگنا برحق ہے (حاکم)

اور حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأٰی أَحَدُکُمْ مِنْ نَّفْسِہٖ أَوْ مَالِہٖ أَوْ أَخِیْہِ مَا یُحِبُّ فَلْیُبَرِّکْ فَإِنَّ الْعَیْنَ حَقٌّ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۵۰۰، مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۷۱۹۵) [۲]

ترجمہ: پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے اندر یا اپنے مال میں یا اپنے بھائی میں کوئی ایسی چیز دیکھے، جو اسے پسند آئے، تو برکت کی دعاء کردے، کیونکہ نظر لگنا برحق ہے (حاکم، ابویعلیٰ)

اس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات انسان کی خود اپنی جان اور مال وغیرہ میں بھی نظر لگ جاتی ہے، اور دوسرے کی جان اور مال میں بھی نظر لگ جاتی ہے، خواہ دوسرا اپنا عزیز ہو یا اجنبی۔

---

[۱] قال الحاکم: ہَذَا حَدِیثٌ صَحِیحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ یُخَرِّجَاہُ بِذِکْرِ الْبَرَکَۃِ.
وقال الذہبی فی التلخیص: صحیح.

[۲] قال الحاکم: ہَذَا حَدِیثٌ صَحِیحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ یُخَرِّجَاہُ.
وقال الذہبی فی التلخیص: صحیح.
وقال حسین سلیم أسد: إسنادہ جید (حاشیۃ ابی یعلیٰ)

Idara Ghufran

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے آپ یا دوسرے کو نظر لگنے سے بچانے کا طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی چیز پسند آئے اور اچھی لگے، تو برکت کی دعاء کردے، مثلاً اگر کوئی اپنی چیز پسند آئے، تو یہ دعاء کردے کہ:

"بَارَکَ اللّٰهُ لِیْ" "اللہ مجھے برکت عطا فرمائے"

اور اگر دوسرے کی کوئی چیز پسند آئے، تو یہ دعاء کردے کہ:

"بَارَکَ اللّٰهُ لَکَ فِیْ نَفْسِکَ وَأَهْلِکَ وَمَالِکَ"

"اللہ تجھ کو تیری جان میں اور گھر والوں میں اور مال میں برکت عطا فرمائے" [۱]

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِغْتَسَلَ أَبِیْ سَهْلُ بْنُ حُنَیْفٍ بِالْخَرَّارِ، فَنَزَعَ جُبَّةً کَانَتْ عَلَیْهِ وَعَامِرُ بْنُ رَبِیْعَةَ یَنْظُرُ، قَالَ: وَکَانَ سَهْلٌ رَجُلًا أَبْیَضَ، حَسَنَ الْجِلْدِ، قَالَ: فَقَالَ عَامِرُ بْنُ رَبِیْعَةَ: مَا رَأَیْتُ کَالْیَوْمِ وَلَا جِلْدَ عَذْرَاءَ، فَوُعِکَ سَهْلٌ مَکَانَهُ، فَاشْتَدَّ وَعْکُهُ، فَأَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّ سَهْلًا وُعِکَ وَأَنَّهُ غَیْرُ رَائِحٍ مَعَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: فَأَخْبَرَهُ سَهْلٌ الَّذِیْ کَانَ مِنْ شَأْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: عَلَامَ یَقْتُلُ أَحَدُکُمْ أَخَاهُ، أَلَا بَرَّکْتَ، إِنَّ الْعَیْنَ حَقٌّ (صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۶۱۰۵) [۲]

ترجمہ: میرے والد حضرت سہل بن حنیف نے خرار مقام میں غسل کیا، آپ نے اپنا پہنا ہوا جبہ اتارا، اور عامر بن ربیعہ ان کو دیکھ رہے تھے، اور حضرت سہل گورے اور خوبصورت بدن کے آدمی تھے، تو عامر بن ربیعہ نے کہا کہ میں نے آج کی طرح خوبصورت جلد کسی کی نہیں دیکھی، تو حضرت سہل کو اسی وقت بخار چڑھ گیا، اور آپ کا بخار شدت اختیار کر گیا، پھر رسول

---

[۱] (إذا رأی أحدکم من نفسه أو أهله أو ماله أو من أخیه ما یعجبه) ما یستحسنه ویرضاه (فلیدع له بالبرکة) وذلک؛ لأن الإعجاب قد تتولد عنه العین فیجب علیه دفع ضررها بأن یقول بارک الله لی أو لک فی نفسک وأهلک ومالک فإن العین حق سیأتی الکلام علیها من حرف العین وفیه :أن الإنسان قد یعین نفسه أو أهله أو ماله وأن الدعاء بالبرکة یدفع ضررها (التنویر شرح الجامع الصغیر، تحت رقم الحدیث ۸۱۲)

[۲] فی حاشیة ابنِ حبان: رجاله ثقات رجال الشیخین غیر محمد بن أبی أمامة، فقد روی له أصحاب السنن غیر الترمذی.

Idara Ghufran

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اور حضرت امامہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ حضرت سہل کو بخار ہوگیا ہے، اور اے اللہ کے رسول! وہ آپ کی معیت میں حاضری کے قابل نہیں ہیں، تو ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، حضرت سہل نے آپ کو عامر بن ربیعہ کی بات بتلائی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کیوں ہلاک کرنا چاہتا ہے (اور عامر بن ربیعہ کو فرمایا کہ) تم نے (ان کے خوبصورت بدن کو دیکھ کر) برکت کی دعاء کیوں نہ کی (مثلاً بارک اللہ کے الفاظ کیوں نہ کہے، تاکہ وہ نظرِ بد سے محفوظ رہتے) بے شک نظرِ بد حق ہے، (ابنِ حبان)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر دوسرے کی کوئی چیز پسند آئے، تو ''بارک اللہ'' وغیرہ کہہ دینا چاہئے، تاکہ دوسرا شخص نظرِ بد سے محفوظ رہے۔

اس کے علاوہ اپنی یا دوسرے کی نعمت یا پسندیدہ چیز دیکھنے پر یہ الفاظ کہہ لیے جائیں، تو بھی نظر لگنے سے حفاظت ہوجاتی ہے۔

**مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه.**

ترجمہ: جو اللہ چاہے، وہی ہوتا ہے، اور نہیں قوت ہے مگر اللہ ہی کے ذریعہ۔ [1]

---

[1] وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَوَلَدًا(سورة الكهف، رقم الآية ۳۹)

ما يستطب به من العين :أ -التبريك:المقصود بالتبريك هنا الدعاء من العائن للمعين بالبركة عند نظره إليه فذلك -بإرادة الله تعالى ومشيئته -يحول دون إحداث أى ضرر بالمعين ويبطل كل أثر من آثار العين روى عن محمد بن أبى أمامة بن سهل بن حنيف أنه سمع أباه يقول :اغتسل أبى سهل بن حنيف بالخرار، فنزع جبة كانت عليه وعامر بن ربيعة ينظر إليه، قال :وكان سهل رجلا أبيض حسن الجلد قال :فقال له عامر بن ربيعة :ما رأيت كاليوم ولا جلد عذراء قال :فوعك سهل مكانه واشتد وعكه -أى صرع -فأتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخبر أن سهلا وعك، وأنه غير رائح معك يا رسول الله، فأتاه رسول الله صلى الله عليه وسلم "فأخبره سهل بالذى كان من شأن عامر بن ربيعة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :علام يقتل أحدكم أخاه؟ ألا بركت -مخاطبا بذلك عامرا متغيظا عليه ومنكرا -أى قلت :بارك الله فيك فإن ذلك يبطل المعنى الذى يخاف من العين ويذهب تأثيره -ثم قال :إن العين حق، توضأ له فتوضأ له عامر، فراح سهل مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس به بأس .

قال ابن عبد البر :يقول له :تبارك الله أحسن الخالقين، اللهم بارك فيه ولا تضره، وأيضا روى عن النبى صلى الله عليه وسلم من رأى شيئا فأعجبه فقال :ما شاء الله لا قوة إلا بالله لم يضره قال العدوى :فواجب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

خلاصہ یہ کہ اپنے یا دوسرے کی کوئی پسندیدہ چیز دیکھنے پر برکت وغیرہ کی دعاء کرنا سنت ومستحب ہے، اور اس عمل کی برکت سے نظر لگنے سے حفاظت ہوجاتی ہے۔ واللہ اعلم۔ ۱ (جاری ہے............)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ علی كل من أعجبه شیء عند رؤيته أن يبارک ليأمن من المحذور وذلک بأن يقول: تبارک الله أحسن الخالقين، اللهم بارک فيه(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۳ ص ۱۲۰، ۱۲۱، مادة "عين")

۱ ذهب جمهور العلماء إلى أن قراء ة بعض الأدعية المأثورة، والآيات القرآنية تدفع ضرر العين، كما روى عامر بن ربيعة رضى الله عنه :أن النبى صلى الله عليه وسلم قال :إذا رأى أحدكم من نفسه أو ماله أو أخيه شيئا يعجبه، فليدع بالبركة، فإن العين حق، ففيه دليل على أن العين لا تضر، ولا تعدو إذا برک العائن، فالمشروع على كل من أعجبه شیء أن يبرک، فإنه إذا دعا بالبركة صرف المحذور لا محالة، والتبرک أن يقول :تبارک الله أحسن الخالقين، اللهم بارک فيه .وقال النووى يستحب للعائن أن يدعو لمعين بالبركة، فيقال :اللهم بارک ولا تضره.ويقول :ما شاء الله لا قوة إلا بالله .

وفي حديث أنس رضى الله عنه رفعه :من رأى شيئا فأعجبه، فقال :ما شاء الله، لا قوة إلا بالله لم يضره(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۳ ص ۳۱، مادة "تعويذ")

---

# عشر وخراج اور جزیہ کے احکام

## قرآن وسنت اور فقہ کی روشنی میں عُشر وخراج اور جزیہ کے مدلَّل ومفصَّل احکام

کتابِ اول......کاشت کی زکاۃ یعنی عُشر کے فضائل واحکام

کتابِ دوم......زمین یا اس کی پیداوار کے خراج کے احکام

کتابِ سوم............تجارتی مال کے عشر یا ٹیکس کے احکام

کتابِ چہارم................................جزیہ کے احکام

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

Idara Ghufran

**مقالات ومضامین** (جنت کے قرآنی مناظر:۲۸) مفتی محمد امجد حسین

# اہلِ جنت کا سوئے جنت روانگی کا منظر

**وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّى إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ** (سورة الزمر، رقم الآيات ۷۳ و ۷۴)

ترجمہ: اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ (جنت کی انتظامیہ، محافظ) ان سے کہیں گے کہ تم پر سلام تم بہت اچھے رہے، اب اس (جنت) میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔

وہ کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے جس نے اپنے وعدے کو ہم سے سچا کر دیا اور ہم کو اس زمین کا وارث بنا دیا ہم بہشت میں جس مکان میں چاہیں رہیں تو (اچھے) عمل کرنے والوں کا بدلہ بھی کیسا خوب ہے (سورہ زمر)

## زُمَرا

زُمَرا ''زُمْرَۃ'' کی جمع ہے۔

مراد جماعت، گروہ ہے، سورت کا نام بھی اسی کلمہ سے ماخوذ ہے، یعنی سورہ زمر (زمرہ لفظ اردو میں بھی قریب قریب اسی معنیٰ میں مستعمل ہے، جیسے کہا جائے کہ فلاں مجرموں کے زمرے میں نہیں آتا) اہل جنت کے مختلف طبقے اپنے اعمال، باطنی صلاحیتوں اور کمالات، تقویٰ کے مختلف مراتب کے لحاظ سے مختلف درجوں (categories) میں بٹ کر مختلف گروہ اور جماعتیں ہو جائیں گے، تقویٰ، باطنی کمالات اور ایمانی درجات کے لحاظ سے ایک سطح کے لوگوں کا ایک ایک گروہ بنے گا، مثلاً اللہ کے ہاں مقربین محبوبین اہل ایمان کے چار بڑے درجے اور بنیادی تقسیمیں تو وہی ہیں، جو قرآن مجید کی اس آیت میں مذکور ہیں کہ:

Idara Ghufran

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا (سورة النساء، رقم الآية ٦٩)

ترجمہ: اور جو رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدّیقین اور شہداء اور صالحین، کیسے اچّھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسّر آئیں (سورہ نساء)

اسی طرح ایک تقسیم قرآن میں ''السابقون السابقون'' یا ''المقربون'' اور ''اصحاب الیمین''، ''اصحاب المیمنہ'' کی بھی آئی ہے کہ مقربین اونچے درجات کے لوگ ہوں گے، اس کے بعد کے درجہ میں ''اصحاب الیمین، اصحاب المیمنۃ'' یا ''الابرار'' آتے ہیں۔

جیسا کہ ان آیات میں ہے کہ:

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ . أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ . فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ (سورة الواقعة، رقم الآيات ١٠ الى ١٢)

ترجمہ: اور آگے والے تو پھر آگے والے ہی ہیں، وہی تو مقرب لوگ ہیں، نعمت بھری جنتوں میں رہیں گے (سورہ واقعہ)

وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً . فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ (ایضاً، رقم الآيات ٧ و ٨)

ترجمہ: تم لوگ اس وقت تین گروہوں میں تقسیم ہو جاؤ گے، پس دائیں بازو والے، تو دائیں بازو والوں (کی خوش نصیبی) کا کیا کہنا (ایضاً)

وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ . فِي سِدْرٍ مَخْضُودٍ . وَطَلْحٍ مَنْضُودٍ . وَظِلٍّ مَمْدُودٍ (ایضاً، رقم الآيات ٢٧ الى ٣٠)

ترجمہ: اور دائیں بازو والے، دائیں بازو والوں کی خوش نصیبی کا کیا کہنا، وہ بے خار بیریوں، اور تہ بہ تہ چڑھے ہوئے کیلوں، اور دور تک پھیلی ہوئی چھاؤں میں ہوں گے (ایضاً)

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ . عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ . تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ (سورة المطففين، رقم الآيات ٢٢ الى ٢٤)

ترجمہ: بے شک نیک لوگ بڑے مزے میں ہوں گے، اونچی مسندوں پر بیٹھے نظارے کر رہے ہوں گے، ان کے چہروں پر تم خوشحالی کی رونق محسوس کرو گے (سورہ مطففین)

Idara Ghufran

پھران کے نیچے خدا جانتا ہے کہ کتنی ذیلی اور ضمنی تقسیمیں ہوں گی، علماء کا طبقہ، سلاطین کا طبقہ، فقراء کا طبقہ، اغنیاء کا طبقہ، وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح ایمان وعمل کے مراتب کے لحاظ سے مختلف گروہوں میں تشکیل ہو ہوکر، ہر گروہ الگ الگ وفد اور جرگہ بن کر پورے اعزاز واکرام (protocol) کے ساتھ جنت کے دروازے پر آئے گا۔ ۱؎

جنت کا دروازہ سب سے پہلے ”سرورِ کونین، رسول الثقلین، رحمۃ للعالمین، ہمارے آقا ومولیٰ حضرت نبی کریم محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم“ کے لئے کھولا جائے گا۔ ۲؎

---

۱؎ وهـذا إخبار عن حال السعداء المؤمنين حين يساقون على النجائب وفدا إلى الجنة زمرا أى جماعة بعد جماعة :الـمـقربون ثم الأبرار ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم كل طائفة مع من يناسبهم :الأنبياء مع الأنبياء والصديقون مع أشكالهم والشهداء مع أضرابهم، والعلماء مع أقرانهم وكل صنف مع صنف كل زمرة تناسب بعضهـا بعضا حتى إذا جاؤها أى وصلوا إلى أبواب الجنة بعد مجاوزة الصراط حبسوا على قنطرة بين الجنة والنـار فـاقتـص لهـم مظالم كانت بينهم فى الدنيا حتى إذا هذبوا ونقوا أذن لهم فى دخول الجنة وقد ورد فى حديث الصور أن المؤمنين إذا انتهوا إلى أبواب الجنة تشاوروا فيمن يستأذن لهم فى الدخول فيقصدون آدم ثم نوحا ثم إبراهيم ثم موسى ثم عيسى ثم محمدا صلى الله عليه وسلم وعليهم أجمعين كما فعلوا فى العرصات عند استشفاعهم إلى الله عز وجل أن يأتى لفصل القضاء ليظهر شرف محمد صلى الله عليه وسلم على سائر البشر فى المواطن كلها (تفسير ابن كثير،سورة الزمر، تحت رقم الآيات ۷۳ و ۷۴)

۲؎ عن أنس بن مالك، قال :قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم آتى باب الجنة يوم القيامة فأستفتح، فيقول الخازن :من أنت؟ فأقول :محمد، فيقول :بك أمرت لا أفتح لأحد قبلك (مسلم، رقم الحديث ۱۹۷ ”۳۳۳“، مسند احمد، رقم الحديث ۱۲۳۹۷)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن جنت کے دروازہ پر آؤں گا اور اسے کھلواؤں گا جنت کا داروغہ کہے گا آپ کون ہیں تو میں کہوں گا محمد، وہ کہے گا کہ (ہاں ٹھیک ہے) مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی کے لئے دروازہ کھولنے کا حکم نہیں دیا گیا (مسلم، مسنداحمد)

جنت کے دروازے کھلوانے میں بھی آپ کی شفاعت کام آئے گی۔ ۱؎

۱؎ أنس بن مالك :قال النبى صلی اللہ علیہ وسلم أنا أول شفيع فى الجنة، لم يصدق نبى من الأنبياء ما صدقت، وإن من الأنبياء نبيا ما يصدقه من أمته إلا رجل واحد (مسلم، رقم الحديث ۱۹۶ ”۳۳۲“)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے جنت میں میں شفاعت کروں گا اور تمام انبیاءِ کرام میں سے کسی نبی کی اتنی تصدیق نہیں کی گئی جتنی کہ میری تصدیق کی گئی اور یہاں تک کہ انبیاءِ کرام میں سے بعض نبی ایسے ہوں گے کہ ان کی امت میں سے ان کی تصدیق کرنے والا، اس پر ایمان لانے والا صرف ایک آدمی ہوگا (مسلم)

Idara Ghufran

پھر ہر گروہ اپنے اپنے مرتبے کے شایانِ شان اعزاز وانعام کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔ [1]

[1] عن أبی هريرة رضی الله عنه، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :أول زمرة تلج الجنة صورتهم على صورة القمر ليلة البدر، لا يبصقون فيها، ولا يمتخطون، ولا يتغوطون، آنيتهم فيها الذهب، أمشاطهم من الذهب والفضة، ومجامرهم الألوة، ورشحهم المسک، ولكل واحد منهم زوجتان، يرى مخ سوقهما من وراء اللحم من الحسن، لا اختلاف بينهم ولا تباغض، قلوبهم قلب واحد، يسبحون الله بكرة وعشيا (بخاری، رقم الحديث ۳۲۴۵، مسند احمد،رقم الحديث ۸۱۹۸)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں داخل ہونے والے اول گروہ کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے چودھویں رات کا چاند، نہ تو جنت میں انہیں تھوک آئے گا نہ ناک کی ریزش نہ پاخانہ، ان کے برتن سونے کے ہونگے ان کی کنگھیاں سونے چاندی کی اور ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگتا رہے گا۔ ان کا پسینہ مشک (جیسا خوشبودار) ہوگا اور ہر ایک کی دو دو بیویاں ہوں گی لطافت حسن کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اوپر سے دکھائی دے گا، نہ اہل جنت میں آپس میں اختلاف ہوگا نہ بغض وکدورت سب کے دل ایک ہوں گے صبح وشام اللہ کی پاکی بیان کریں گے (بخاری، مسند احمد)

مسند ابو یعلی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ:

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَوَّلُ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَالَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى صُورَةِ أَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً، لَا يَبُولُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ، أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلُوَّةُ وَأَزْوَاجُهُمُ الْحُورُ الْعِينُ، أَخْلَاقُهُمْ عَلَى خُلُقٍ وَاحِدٍ، عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ سِتُّونَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ (مسند ابی یعلیٰ، رقم الحديث ۶۰۸۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا، وہ چودھویں کی چاند کی صورت میں ہوں گے، اور جو اس کے بعد والا گروہ داخل ہوگا، وہ آسمان کے سب سے زیادہ چمکدار ستارے کی صورت میں ہوں گے، جنت میں نہ ان کو بول وبراز کی حاجت ہوگی، نہ ناک کی ریزش ہوگی، ان کی کنگھیاں سونے کی، اور ان کا پسینہ مشک ہوگا، اور ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگتا ہوگا، اور ان کی بیویاں موٹی آنکھوں والی حوریں ہوں گی، ان کے اخلاق ایک سے ہوں گے، اپنے باپ آدم کی قد کاٹھ کے ہوں گے ساٹھ ذراع (یعنی نوے فٹ) بلند قد وقامت والے (ابو یعلیٰ)

جنت میں جانے والے گروہوں میں سے ایک گروہ وہ بھی ہے کہ جس کا ذیل کی روایات میں ذکر آیا ہے:

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ هِيَ سَبْعُونَ أَلْفًا، تُضِيءُ وُجُوهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ، يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ، قَالَ :ادْعُ اللَّهَ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ :اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ :سَبَقَكَ عُكَّاشَةُ (بخاری، رقم الحديث ۵۸۱۱)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Iqra Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

فرشتے، جنت کی انتظامیہ ان کو خوش آمدید اور مرحبا کہیں گے۔

**سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ**

ترجمہ: تم پر سلام تم بہت اچھے رہے اب اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ (سورہ زمر)

**ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ** (سورة الحجر، رقم الآية ۴۶)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں سے ستر ہزار کی ایک جماعت ہوگی، جو جنت میں (بغیر حساب کے) داخل ہوگی، ان کے چہرے چاند کی طرح درخشاں ہوں گے، عکاشہ بن محصن اسدی اپنی چادر کو لہراتے ہوئے کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ! میرے لئے دعا کیجئے کہ میں ان لوگوں میں شامل ہو جاؤں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ ! اس کو ان لوگوں میں شامل کر، پھر ایک انصاری صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ! میرے لئے بھی دعا کیجئے کہ میں ان لوگوں میں سے ہو جاؤں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عکاشہ تم سے بازی لے گیا (بخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ :خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ ": عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ، فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلُ، وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلاَنِ، وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّهْطُ، وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، وَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الأُفُقَ، فَرَجَوْتُ أَنْ تَكُونَ أُمَّتِي، فَقِيلَ :هَذَا مُوسَى وَقَوْمُهُ، ثُمَّ قِيلَ لِي :انْظُرْ، فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الأُفُقَ، فَقِيلَ لِي :انْظُرْ هَكَذَا وَهَكَذَا، فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الأُفُقَ، فَقِيلَ :هَؤُلاَءِ أُمَّتُكَ، وَمَعَ هَؤُلاَءِ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ " فَتَفَرَّقَ النَّاسُ وَلَمْ يُبَيَّنْ لَهُمْ، فَتَذَاكَرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا :أَمَّا نَحْنُ فَوُلِدْنَا فِي الشِّرْكِ، وَلَكِنَّا آمَنَّا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَلَكِنْ هَؤُلاَءِ هُمْ أَبْنَاؤُنَا، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :هُمُ الَّذِينَ لاَ يَتَطَيَّرُونَ، وَلاَ يَسْتَرْقُونَ، وَلاَ يَكْتَوُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ :أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ :نَعَمْ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ :أَمِنْهُمْ أَنَا؟ فَقَالَ :سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ (بخاری، رقم الحديث ۵۷۵۲)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے سامنے امتیں پیش کی گئیں تو میرے سامنے سے نبی گزرنے لگے، ایک کے ساتھ صرف ایک آدمی، دوسرے کے ساتھ دو آدمی اور ایک نبی کے ساتھ ایک چھوٹی سی جماعت تھی اور ایک نبی ایسے بھی تھے جن کے ساتھ کوئی نہ تھا، اور میں نے ایک بڑی جماعت دیکھی جو افق کو ڈھانپے ہوئی تھی، میں نے تمنا کی کہ یہ میری امت ہوتی، تو کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے، پھر مجھ سے کہا گیا کہ دیکھ، میں نے ایک بڑی جماعت دیکھی جو افق تک پھیلی ہوئی تھی، اور مجھ سے کہا گیا کہ یہ تیری امت ہے اور ان میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، لوگ جدا ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بیان نہیں کیا کہ وہ کون ہیں، اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم چہ میگوئیاں کرنے لگے، کسی نے کہا کہ ہم تو شرک

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

ترجمہ:داخل ہوجاؤاس(جنت)میں سلامتی اورامن کے ساتھ(سورہ حجر)

ایک اورمقام پروفد کی صورت میں اعزازواکرام کے ساتھ ان اہلِ جنت کا''رحمٰن جل شانہٗ'' کی بارگاہ میں شرفِ باریابی کا بھی ذکر ہے،چنانچہ ارشاد ہے کہ:

**يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَى جَهَنَّمَ وِرْدًا**

(سورۃ مریم، رقم الآیات ۸۵ و ۸۶)

ترجمہ: وہ دن آنے والا ہے جب متقی لوگوں کو ہم معزز مہمانوں(وفد) کی طرح رحمان کے حضور پیش کریں گے،اور مجرموں کو پیاسے جانوروں کی طرح جہنم کی طرف ہانک لے جائیں گے(سورہ مریم)

---

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾ کے زمانہ میں پیدا ہوئے پھر اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے (اس لئے ہم ان میں سے نہیں ہوسکتے) بلکہ وہ ہماری اولاد ہوگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو فال کو نہیں مانتے،اور نہ ہی منتر پڑھواتے ہیں اور نہ داغ لگاتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں،عکاشہ بن محصن کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! کیا میں ان سے ہوں،آپ نے فرمایا : ہاں، پھر ایک دوسرا شخص کھڑا ہوا اور پوچھا کہ کیا میں بھی ان میں سے ہوں،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : عکاشہ تم سے بازی لے گیا(بخاری)

أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ يَقُولُ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ :وَعَدَنِي رَبِّي أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا ,مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا ,لاَ حِسَابَ عَلَيْهِمْ ، وَلاَ عَذَابَ ,وَثَلاَثُ حَثَيَاتٍ مِنْ حَثَيَاتِ رَبِّي (مصنف ابن ابی شیبة، رقم الحدیث ۳۲۳۷۲)

ترجمہ:حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے رب نے مجھ سے ستر ہزار امتیوں کے جنت میں داخل کرنے کا وعدہ فرمایا ہے،اور ان ستر ہزار میں سے ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر ہزار ہوں گے،نہ ان کا حساب کتاب اور نہ ان پر عذاب،اور مزید تین لپ تیرے رب کے (یعنی رب تعالیٰ تین دفعہ مٹھی بھر کر بکثرت لوگوں کو بلاحساب جنت میں لے جائے گا)(ابن ابی شیبہ)

Idara Ghufran

**مقالات و مضامین** (بسلسلہ دفاعِ پاکستان قسط:۵) مفتی محمد امجد حسین

# اسلام کی بنیاد پر یہ ملک بنا ہے

## علماء کا اجتماع اور 22 دستوری نکات

ڈھاکہ کانفرنس کے بعد اسی سال 13 دسمبر 49ء کو علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب کا سانحہ انتقال پیش آیا، جس سے دستور کے اسلامیانے کا عمل سست روی اور سرد مہری کا شکار ہونے لگا، چنانچہ مولانا احتشام الحق تھانوی کے ساتھ علماء کا ایک وفد وزیراعظم لیاقت علی خان مرحوم سے ملا اور اسلامی تعلیمات بورڈ کی سفارشات کی منظوری کی یاد دہانی کرائی۔ اس پر شہید ملت لیاقت علی خان مرحوم نے کہا کہ کون سا دستور بنایا جائے، بریلوی دستور یا پھر دیوبندی دستور یا پھر شیعہ دستور (مولانا نے اس بات کو ایک چیلنج سمجھا اور اس کا حل نکالا) چنانچہ اس کے بعد مولانا احتشام الحق تھانوی رحمہ اللہ کی کوششوں سے کراچی میں مختلف مکاتبِ فکر کے علماء کا ایک نمائندہ اجتماع مورخہ ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ بمطابق 21,22,23,24 جنوری 1951ء کو بصدارت علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم منعقد ہوا جس میں مملکت خداداد پاکستان کا 22 نکات پر مشتمل دستوری خاکہ اسلامی روح کے تناظر میں مرتب کیا گیا، اس نمائندہ اجتماع سے قبل اکابر علماء کا ایک اور خصوصی اجلاس بھی ہوا، اس اجلاس میں جو لائحہ عمل طے ہوا وہ درجِ ذیل ہے۔

> ''اس اجتماع کی خواہش تھی کہ اس موقع پر اسلامی اصولوں کے مطابق ایک تفصیلی خاکہ بھی مرتب کر دیا جائے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے مجلس دستور ساز پاکستان کے صدر سے درخواست کی گئی کہ وہ تعلیمات اسلامیہ بورڈ کی سفارشات کا نسخہ اس اجتماع کو مہیا کریں تا کہ اگر وہ اسلامی اصولوں کے مطابق درست ہو تو اس کی توثیق کر دی جائے یا اگر اس میں کچھ کمی ہو تو اسے پورا کر دیا جائے، اور نئے سرے سے ایک چیز مرتب کرنے میں محنت صرف نہ کرنی پڑے، لیکن صاحب موصوف نے بعض وجوہ سے اس درخواست کو قبول نہ فرمایا۔ اب یہ اجتماع سرِ دست ملتوی کیا جاتا ہے اور تمام اسلامی فکر رکھنے والے اصحاب اور اداروں سے درخواست کی جاتی ہے کہ ان متفقہ اصولوں کی روشنی میں دستور اسلامی کے متعلق اپنی اپنی

Idara Ghufran

تجاویز ماہ فروری (۱۹۵۱ء) کے اختتام تک حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی، مسجد جامع جیکب لائن کے پاس بھیج دیں۔ اس کے بعد جلدی ہی یہ اجتماع دوبارہ منعقد کیا جائے گا اور تمام تجاویز پر غور کر کے ایک تفصیلی خاکہ مرتب کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز'' (بحوالہ ماہنامہ حق نوائے احتشام، پاکستان نمبر شوال، ذیقعدہ ۱۴۳۵ھ)

## اسلامی مملکت کے بنیادی اصول

(۳۱ علماء کے طے کردہ ۲۲ نکات جن پر ہر مسلّمہ اسلامی فرقہ متفق ہے)

مذکورہ اجتماع میں ۲۲ نکات پر مشتمل دستوری خاکہ بعنوان ''اسلامی مملکت کے بنیادی اصول'' مرتب ہوا جو اجتماع کے اختتام پر نشر ہوا، درج ذیل ہے۔

اسلامی مملکت کے دستور میں حسبِ ذیل اصول کی تصریح لازمی ہے۔

(۱)...... اصل حاکم تشریعی و تکوینی حیثیت سے اللہ رب العالمین ہے۔

(۲)......ملک کا قانون کتاب وسنت پر مبنی ہوگا اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جا سکے گا، نہ کوئی ایسا انتظامی حکم دیا جا سکے گا جو کتاب وسنت کے خلاف ہو۔

(تشریحی نوٹ) اگر ملک میں پہلے سے کچھ ایسے قوانین جاری ہوں جو قرآن وسنت کے خلاف ہوں تو اس کی تصریح بھی ضروری ہے، کہ وہ بتدریج ایک معینہ مدت کے اندر منسوخ یا شریعت کے مطابق تبدیل کر دیئے جائیں گے۔

(۳) مملکت کسی جغرافیائی، نسلی، لسانی یا کسی اور تصور پر نہیں بلکہ ان اصول و مقاصد پر مبنی ہوگی جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطہ حیات ہے۔

(۴)......اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ قرآن وسنت کے بتائے ہوئے معروفات کو قائم کرے، منکرات کو مٹانے اور شعائر اسلامی کے احیاء و اعلاء اور مسلمہ اسلامی فرقوں کے لئے ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری اسلامی تعلیم کا انتظام کرے۔

(۵)...... اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مسلمانانِ عالم کے لئے رشتہ اتحاد و اخوت کو قوی سے قوی تر کرنے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبیتِ جاہلیہ کی بنیادوں پر نسلی، لسانی، علاقائی یا دیگر مادی امتیازات کے ابھرنے کی راہیں مسدود کر کے ملت اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ و استحکام کا انتظام

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کرے۔

(۶)......مملکت بلا امتیاز مذہب ونسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی لابدی انسانی ضروریات یعنی غذا، لباس، مسکن، معالجہ وتعلیم کی کفیل ہوگی، جو اکتساب رزق کے قابل نہ ہوں، یا نہ رہے ہوں، یا عارضی طور پر بے روزگاری، بیماری یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سعی اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

(۷)......باشندگان ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعتِ اسلامیہ نے ان کو عطا کئے ہیں یعنی حدود قانون کے اندر تحفظ جان ومال وآبرو، آزادی مذہب ومسلک، آزادی عبادت، آزادی ذات، آزادی اظہار رائے، آزادی نقل وحرکت، آزادی اجتماع، آزادی اکتساب رزق، ترقی کے مواقع میں یکسانی اور رفاہی اداروں سے استفادہ کا حق۔

(۸)......مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی شہری کا کوئی حق اسلامی قانون کی سند جواز کے بغیر کسی وقت سلب نہ کیا جائے گا اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمی موقع صفائی وفیصلہ عدالت کوئی سزا نہ دی جائے گی۔

(۹)......مسلمہ اسلامی فرقوں کو حدود قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی، انہیں اپنے پیروؤں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہوگا۔

وہ اپنے خیالات کی آزادی کی ساتھ اشاعت کرسکیں گے۔ ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہوگا کہ انہیں کے قاضی یہ فیصلے کریں گے۔

(۱۰)......غیر مسلم باشندگان مملکت کو حدود قانون کے اندر مذہب وعبادت تہذیب وثقافت اور مذہبی تعلیم کی آزادی ہوگی اور انہیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے فقہی مذہبی قانون یا رسم ورواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔

(۱۱)......غیر مسلم باشندگان مملکت سے حدود شریعت کے اندر جو معاہدات کئے گئے ہیں ان کی پابندی لازمی ہوگی اور جن حقوق شہری کا ذکر دفعہ نمبر ۷ میں کیا گیا ہے ان میں غیر مسلم باشندگان ملک برابر کے شریک ہوں گے۔

(۱۲)......رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے جس کے تدین، صلاحیت اور اصابت رائے پر جمہور یا ان کے منتخب نمائندوں کا اعتماد ہو۔

(۱۳)......رئیس مملکت ہی نظم مملکت کا اصل ذمہ دار ہوگا۔ البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جزو کسی فرد یا

Idara Ghufran

جماعت کوتفویض کرسکتا ہے۔

(۱۴)......رئیس مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں بلکہ شورائی ہوگی یعنی وہ ارکان حکومت اور منتخب نمائندگان جمہور سے مشورہ لے کر اپنے فرائض سرانجام دے گا۔

(۱۵)......رئیس مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ دستور کو کلا یا جزوا معطل کر کے شوری کے بغیر حکومت کرنے لگے۔

(۱۶)......جو جماعت مملکت کے انتخاب کی مجاز ہوگی۔وہ کثرت رائے سے اسے معزول کرنے کی بھی مجاز ہوگی۔

(۱۷)......رئیس مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہوگا۔اور قانونی مواخذہ سے بالاتر نہ ہوگا۔

(۱۸)......ارکان وعمال حکومت اور عام شہریوں کے لئے ایسا ہی قانون وضابطہ ہوگا اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اس کو نافذ کریں گی۔

(۱۹)......محکمہ عدلیہ،محکمہ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہوگا تا کہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہیئت انتظامیہ سے اثر پذیر نہ ہو۔

(۲۰)......ایسے افکار ونظریات کی تبلیغ واشاعت ممنوع ہوگی جو مملکت اسلامی کے اساسی اصول ومبادی کے انہدام کا باعث ہوں۔

(۲۱)......ملک کے مختلف ولایات واقطاع مملکت واحدہ کے اجزاء انتظامی متصور ہوں گے۔ان کی حیثیت نسلی،لسانی یا قبائلی واحدہ جات کی نہیں بلکہ محض انتظامی علاقوں کی ہوگی،جنہیں انتظامی اختیارات کے پیش نظر مرکزی سیادت کے تابع انتظامی اختیارات سپرد کرنا جائز ہوگا مگر انہیں مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا۔

(۲۲)......دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہوگی جو کتاب وسنت کے خلاف ہو(بحوالہ نفاذ شریعت اور اُس کے مسائل،مفتی تقی عثمانی صاحب۔ماہنامہ حق نوائے احتشام حوالہ سابق)

## اسمائے گرامی حضرات علماء کرام شرکاء اجتماع

ملک کے تمام مکاتب فکر اور دینی حلقوں کے درج ذیل اکابر وذمہ دار علماء اس اجتماع میں شریک اور مذکورہ دستوری اصولوں کو مدوّن اور منظور کرنے والے تھے۔

(۱)(علامہ)سید سلیمان ندوی (صدر مجلس)(متوفی ۱۳۷۳ھ/۲۲نومبر۱۹۵۳)

(۲)(مولانا)محمد ظفر احمد انصاری (سیکرٹری بورڈ آف تعلیمات اسلام۔مجلس دستور ساز پاکستان)

Idara Ghufran

(۳) (مولانا) عبدالحامد قادری بدایونی (صدر جمعیت العلماء پاکستان سندھ)

(۴) (مفتی) محمد صاحب داد عفی عنہ (سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی)

(۵) (پیر صاحب) محمد ہاشم مجددی (ٹنڈو سائیں داد، سندھ)

(۶) (مولانا) شمس الحق افغانی (سابق وزیر معارف۔ ریاست قلات) (متوفی ۱۵ اگست ۱۹۸۳ء)

(۷) (مولانا) داؤد غزنوی (صدر جمعیۃ اہل حدیث، مغربی پاکستان)

(۸) (قاضی) عبدالصمد سربازی (قاضی قلات، بلوچستان)

(۹) (مولانا) محمد اسماعیل (ناظم جمعیۃ اہلحدیث پاکستان گوجرانوالہ)

(۱۰) (مولانا) محمد صادق (مہتمم مدرسہ مظہر العلوم، کھڈہ، کراچی)

(۱۱) (مولانا) احمد علی (امیر انجمن خدام الدین، لاہور) (متوفی ۱۷ رمضان ۱۳۸۳ھ / ۴ مارچ ۱۹۶۲ء)

(۱۲) (مفتی حافظ) کفایت حسین مجتہد (ادارہ عالیہ تحفظ حقوق شیعہ پاکستان، لاہور)

(۱۳) (مفتی) جعفر حسین مجتہد (رکن بورڈ آف تعلیمات اسلام، مجلس دستور ساز پاکستان)

(۱۴) (مولانا) حبیب اللہ (جامعہ دینیہ دارالہدیٰ، ٹیڑی، خیر پور) (متوفی ۱۹۷۹ء)

(۱۵) (مولانا) راغب احسن (نائب صدر جمعیۃ العلماء اسلام مشرقی پاکستان)

(۱۶) (مولانا) محمد حبیب الرحمٰن (نائب صدر جمعیۃ المدرسین، سرسینہ شریف مشرقی پاکستان)

(۱۷) (مولانا) ابو جعفر محمد صالح (امیر جمیعت حزب اللہ مشرقی پاکستان)

(۱۸) (مولانا) شمس الحق فرید پوری (صدر مہتمم مدرسہ اشرف العلوم ڈھاکہ) (متوفی ۲۱ جنوری ۱۹۶۹ء)

(۱۹) (مولانا) احتشام الحق تھانوی (مہتمم دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈو اللہ یار سندھ) (متوفی اپریل ۱۹۸۰)

(۲۰) (مولانا) محمد بدر عالم (استاذ الحدیث دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈو اللہ یار سندھ) (متوفی اکتوبر ۱۹۶۵ء)

(۲۱) (مولانا) محمد یوسف بنوری (شیخ التفسیر ٹنڈو اللہ یار سندھ) (متوفی ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۷ء)

(۲۲) (مفتی) محمد شفیع (رکن بورڈ آف تعلیمات اسلام مجلس دستور ساز پاکستان) (متوفی اکتوبر ۱۹۷۶ء)

(۲۳) (مولانا) محمد ادریس کاندھلوی (شیخ الجامعہ عباسیہ بہاولپور) (متوفی ۲۸ جولائی ۱۹۷۴ء)

(۲۴) (حاجی) خادم الاسلام محمد امین (خلیفہ حاجی ترنگ زئی، پشاور)

(۲۵) (مولانا) خیر محمد جالندھری (مہتمم مدرسہ خیر المدارس، ملتان) (متوفی ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۰ء)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۲۶) (مولانا مفتی) محمد حسن امرتسری (مہتمم مدرسہ اشرفیہ، نیلا گنبد لاہور) (متوفی یکم جون۱۹۶۱ء)

(۲۷) (مولانا) سید ابوالاعلیٰ مودودی (امیر جماعت اسلامی پاکستان) (متوفی ۲۳ستمبر۱۹۷۹ء)

(۲۸) (پروفیسر) عبدالخالق (رکن بورڈ آف تعلیمات اسلام، مجلس دستور ساز پاکستان)

(۲۹) (مولانا) اطہر علی (صدر عامل جمعیۃ العلماء اسلام مشرقی پاکستان) (متوفی ۵ا اکتوبر۱۹۷۶ء)

(۳۰) (پیر صاحب) محمد امین الحسنات (مانکی شریف، سرحد)

(۳۱) (مولانا) محمد علی جالندھری (مجلس احرار اسلام پاکستان) (متوفی ۲۱ اپریل۱۹۷۱ء)

(۳۲) مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی۔

(۳۳) مولانا دین محمد صاحب (مؤخرالذکر دونوں حضرات نے بعد میں دستخط کئے۔ یعنی یہ حضرات شروع اجتماع میں شریک نہیں تھے۔)

## مکتوب مولانا سید سلیمان ندوی صدر مجلس بنام شرکاء اجلاس

اجتماع کے بعد صدر مجلس نے ان دستوری نکات کو کتابچہ کی شکل میں مرتب کروا کر سب شرکاء اجلاس کو ارسال کیا اور اس سلسلہ میں جو مراسلہ اس ''صحیفہ نکات'' کے ساتھ سید سلیمان ندوی صدر مجلس کی طرف سے بھیجا گیا وہ درج ذیل ہے:

محترم گرامی قدرم!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے حالیہ اجتماع کے منظور کردہ ''اسلامی مملکت کے بنیادی اصول'' چھپ کر آ گئے ہیں۔ اس کی چند کاپیاں ارسال خدمت ہیں۔ ان دفعات کی ترتیب میں تھوڑی سی تقدیم وتاخیر کی تبدیلی کی گئی ہے۔ تاکہ دفعات کی ترتیب میں طبعی تناسب پیدا ہو جائے۔

اب دفعات جو۔۔۔۔۔بیس تھیں ترتیب میں ۲۲ ہوگئی ہیں اور کسی قسم کی کوئی لفظی ومعنوی تبدیلی عمل میں نہیں آئی ہے، مجلس ہی میں میں نے اس کی معذرت کردی تھی کہ آئندہ تفصیلی مسودات کو موصول کرنے کی ذمہ داری میرے لئے ممکن نہ ہوگی، اس لئے میں نے خود مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کا نام لکھ دیا ہے۔ مسودوں کو وصول کرانا، ان کی کاپیاں کرانے وغیرہ کی ساری ذمہ داری ان کی ہوگی اور وہ اس کا انتظام کرسکیں گے۔

آپ اس خاکہ کو اپنی اپنی جماعتوں اور اداروں کی طرف سے شائع فرماسکتے ہیں بلکہ اس کی زیادہ سے زیادہ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اشاعت ہی مناسب ہوگی۔ اگر بیان اور اصول دونوں ایک ساتھ شائع نہ کرائے جاسکیں تو صرف اصول کی اشاعت بھی کافی ہوگی۔ لیکن شرکائے جلسہ کے پورے نام اصولوں کے ساتھ شائع ہونے بہت ضروری ہیں۔ اصولوں کا کوئی جز وحذف نہ ہونے پائے، یہ احتیاط بہت ضروری ہے۔ سید سلیمان ندوی، صدر اجلاس، اینگلو پاکستانی دواخانہ جہانگیر روڈ کراچی، ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ / جنوری ۱۹۵۱ء

## قومی اخبارات میں اشاعت کے لئے مذکورہ ”دستوری نکات“ کا اجراء

اجتماع کے بعد اس کے محرک و میزبان خطیب پاکستان مولانا احتشام الحق تھانوی رحمہ اللہ نے یہ دستوری نکات اخبارات میں شائع کرنے کے لئے بھیجے، ساتھ ایک مکتوب اخبارات و جرائد کے مدیران کے نام لکھا جو درج ذیل ہے۔

محترم گرامی قدر م۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حال ہی میں کراچی میں پاکستان کے مسلمانوں کے ہر مکتب خیال اور تمام اسلامی فرقوں کے چیدہ مشاہیر علماء کرام کا ایک اجتماع ہوا تھا، اس میں مملکت اسلامی کے جو بنیادی اصول متفقہ طور پر طے ہوئے ہیں ایک متفقہ بیان کے ہمراہ بغرض اشاعت ارسال کر رہا ہوں، آخر میں مجلس میں شریک ہونے والے حضرات اور دستخط کنندگان کے اسماء گرامی مندرج ہیں، براہ کرم بیان اور اصولوں کے ہمراہ یہ فہرست بھی اپنے موقر جریدہ میں شائع فرمادیں۔ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی (ڈھاکہ)، حضرت مولانا دین محمد صاحب (ڈھاکہ) حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور حضرت مولانا حماد اللہ صاحب (سندھ) بوجہ علالت شرکت نہ فرما سکے۔ ان حضرات کے آئندہ اجتماعات میں شرکت کی توقع ہے۔ فقط والسلام، بندہ احتشام الحق تھانوی جیکب لائنز کراچی، ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ / ۳۰ جنوری ۱۹۵۱ء

(بحوالہ کتابچہ ۲۲ دستوری نکات، اسلامی مملکت کے بنیادی اصول از جامعہ احتشامیہ کراچی)

مذکورہ دونوں مکاتیب سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر مذکورہ 22 اصولی دستوری نکات کے علاوہ شریک علماء کے مفصل و مدلّل بیانات بھی، جو اس اجتماع میں انہوں نے کئے تھے، تحریر میں لائے گئے تھے، اور ان دستوری نکات کے ساتھ ارسال کئے گئے تھے، اخبارات و جرائد میں بھی دستوری نکات کے ساتھ اشاعت کے لئے بھیجے گئے تھے۔

(جاری ہے)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مقالات ومضامین (بسلسلہ: آداب تجارت) مفتی منظور احمد

# گاہکوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا

اچھے اخلاق کا ہونا ایک ایسی صفت ہے جس کو اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے، اور اگر اسے اسلام کی عمارت کی بنیاد قرار دیا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا، اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اپنے آخری نبی کی اس بات پر تعریف کی ہے کہ آپ اچھے اخلاق کے بلند مرتبے پر فائز ہیں، چنانچہ ارشاد ہے:

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیمٍ(سورة القلم الآية .4)

(اور بے شک آپ اخلاق کے بلند مرتبے پر فائز ہیں)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اپنی بعثت کا مقصد بھی یہی بیان فرمایا ہے کہ مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ . [1]

(بلاشبہ مجھے اسی لیے بھیجا گیا ہے کہ میں اچھے اخلاق کی تکمیل کروں)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس مقصد کو بڑی کامیابی سے پورا کیا، اور لوگوں کو اپنے اندر اچھے اخلاق پیدا کرنے کی ترغیب دی چنانچہ آپ کی احادیث کا ایک بڑا حصہ ہے جس میں اپنے اندر اچھے اور بہترین اخلاق پیدا کرنے اور اپنانے کا حکم دیا ہے، جن میں سے چند احادیث بطور نمونے کے پیش کی جاتی ہیں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اتَّقِ اللَّهِ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ . [2]

---

[1] البیهقی،السنن الکبریٰ للبهقی :باب بیان مکارم الاخلاق ج10ص323حدیث 20728،دارالکتب العلمیة بیروت.حدیث ( إنما بعثت لأتمم مكارم الأخلاق )أورده مالك فی الموطأ بلاغا عن النبی وقال ابن عبد البر هو متصل من وجوه صحاح عن أبی هريرة وغيره مرفوعا منها ما أخرجه أحمد فی مسنده والخرائطی فی أول المكارم من حديث محمد بن عجلان عن القعقاع بن حكيم عن أبی صالح عن أبی هريرة مرفوعا بلفظ ( صالح الأخلاق ) ورجاله رجال الصحيح

[2] الترمذی،محمد بن عیسیٰ ،جامع الترمذی :باب ماجاء فی معاشرة الناس ،ج 4،ص 355،حدیث 1987مکتبة مصطفی البابی الحلبی مصر

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(تم جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرو، اور برائی کے بعد نیکی کرو کہ وہ اسے مٹادے گی، اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ)

مسروق سے روایت ہے کہ ہم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے وہ ہمارے ساتھ بات چیت کررہے تھے کہ اس دوران انہوں نے فرمایا:

لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا، وَإِنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلاَقًا. [1]

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ فحش گو تھے اور نہ ہی فحش کام کرنے والے تھے، اور آپ فرمایا کرتے تھے تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اچھے اخلاق والے ہیں)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ القِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلاَقًا، وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ القِيَامَةِ الثَّرْثَارُونَ وَالمُتَشَدِّقُونَ وَالمُتَفَيْهِقُونَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُونَ وَالمُتَشَدِّقُونَ فَمَا المُتَفَيْهِقُونَ؟ قَالَ: المُتَكَبِّرُون. [2]

(تم میں سے میرا سب سے زیادہ پسندیدہ اور قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جو تم میں سے سب سے اچھے اخلاق والا ہو، اور تم میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور مجھ سے سب سے زیادہ دور رہنے والے وہ لوگ ہوں سے جو باتونی، غیر محتاط باتوں میں مشغول رہنے والے اور تکبر کرنیوالے ہیں)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ. [3]

(نامہ اعمال میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی چیز کوئی نہیں ہوگی)

---

[1] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری: باب حسن الخلق والسخاء ومایکرہ من البخل، ج، ص، حدیث، دار طوق النجاة.

[2] جامع الترمذی: باب ماجاء فی معالی الاخلاق، ج 4، ص 370، حدیث 2018 مكتبة مصطفى البابى الحلبى مصر.

[3] السجستانی، ابو داود، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود: باب فی حسن الخلق، ج7 ص177، حدیث 4799، دار الرسالة العالیمة.

Idara Ghufran

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

**إِنَّ الرَّجُلَ لَيَبْلُغُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ .** [1]

(انسان اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے روزہ رکھنے اور قیام کرنے والے شخص کو مرتبہ حاصل کر لیتا ہے)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

**إِنَّ الرَّجُلَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ السَّاهِرِ بِاللَّيْلِ الظَّامِءِ بِالْهَوَاجِرِ .** [2]

(ایک شخص اچھے اخلاق کی وجہ سے رات کو جاگنے اور دوپہر کو پیاسا رہنے (روزے دار) والے شخص کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

**مَا حَسَّنَ اللَّهُ خَلْقَ رَجُلٍ وَخُلُقَهُ، فَيُطْعِمَهُ النَّارَ .** [3]

(ایسا نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالی کسی کی شکل وصورت اور اخلاق کو خوبصورت بنائیں اور پھر اسے جہنم میں ڈال دیں)

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

**قَالُوا :يَا رَسُولَ لله، فَمَا خَيْرُ مَا أُعْطِيَ الْعَبْدُ؟ قَالَ:خُلُقٌ حسن .** [4]

(صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول بندے کو جو چیزیں عطا کی گئی ہیں ان میں سب سے بہتر عطیہ کون سی چیز ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے اخلاق)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں فرمایا:

**أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ**

---

[1] حواله بالا: ص313،حديث 2. رواه أبو داود وابن حبان فى صحيحه والحاكم وقال صحيح على شرطهما ولفظه ( صحيح ) إن المؤمن ليدرک بحسن الخلق درجات قائم الليل وصائم النهار(صحيح الترغيب والترهيب محمد ناصر الدين الألبانى)

[2] حواله بالا: ص313،حديث 3.صحيح، السلسلة الصحيحةمحمد ناصر الدين الألبانى.

[3] حواله بالا: ص315،حديث 10.(من حسن الرحمن من خلقه وخلقه فالنار لن تطعمه )فإنه يشير إلى ما عند الطبرانى فى الأوسط عن أبى هريرة رفعه ( والله ما حسن الله خلق رجل وخلقه فتطعمه النار ) وله شواهد بالمعنى (المقاصد الحسنة فى بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة،السَّخاوى، عبد الرحمن)

[4] ابن حبان ،محمد بن حبان ،صحيح ابن حبان: كتاب الطب ،ج 13،ص426، حديث . 6061 مؤسسة الرسالة بيروت.قال الارنؤوط اسناده صحيح.

Idara Ghufran

يَقُولُهَا قُلْنَا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا . ۱

(کیا میں تمہیں یہ بتلاؤں کہ تم میں مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میری مجلس کے سب سے زیادہ قریب کون ہوگا؟ یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائیں، ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول بتلا دیجیے، آپ نے فرمایا تم میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ كَرِيمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ، وَيُحِبُّ مَعَالِيَ الْأَخْلَاقِ، وَيَكْرَهُ سَفْسَافَهَا. ۲

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نزدیک اچھے اخلاق کو بہت ہی اہمیت حاصل ہے اور ایسا شخص ان کے نزدیک بڑا اہم مقام رکھتا ہے جس کے اندر اچھے اخلاق پائے جاتے ہوں۔

قرآن وسنت کے بہت سے نصوص میں برے اخلاق کی برائی اور مذمت بھی بیان کی گئی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو:

حضرت حارثہ بن وہب خزاعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِيُّ قَالَ: وَالْجَوَّاظُ :الْغَلِيظُ الْفَظُّ . ۳

(بداخلاق اور متکبر شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا، راوی کہتے ہیں کہ جواظ وہ ہے جو انتہا درجے کا بداخلاق اور لحاظ نہ رکھنے والا ہو)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :عِنْدَ ذِكْرِ أَهْلِ النَّارِ كُلُّ جَعْظَرِيٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ جَمَّاعٍ مَنَّاعٍ . ۴

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر مغرور، بداخلاق ولحاظ نہ کرنے والا، اترانے اور تکبر کرنے والا، مال جمع کرکے رکھنے والا اور (نیکی سے) روکنے والا جہنم میں ہوگا)

---

۱ حواله بالا: كتاب البر والصلة ،باب حسن الخلق، ج2، ص235، حديث 485.

۲ طبرانی ،سليمان بن احمد ،المعجم الكبير: ج6، ص181، حديث6928، مكتبة ابن تيمية القاهرة.

۳ سجستانی ،ابو داؤد سليمان اشعث، ج4، ص253، حديث 4800، المكتبة العصرية بيروت .

۴ الشيبانی ،احمد بن حنبل، مسند احمد : ج11، ص145، حديث 6580 مؤسسة الرسالة بيروت

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ برے اخلاق انسان کو جنت سے محروم کردیتے ہیں اور اسے جہنم کا مستحق بنادیتے ہیں۔

ایک دوسری حدیث میں بداخلاقی کی اس سے بھی سخت سزا بیان کی گئی ہے چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

إِنَّ الْعَبْدَ لَيَبْلُغُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ عَظِيمَ دَرَجَاتِ الْآخِرَةِ، وَشَرَفَ الْمَنَازِلِ، وَإِنَّهُ لَضَعِيفُ الْعِبَادَةِ، وَإِنَّهُ لَيَبْلُغُ بِسُوءِ خُلُقِهِ أَسْفَلَ دَرَجَةٍ فِي جَهَنَّم. [1]

(بے شک بندہ اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے آخرت کے عظیم درجات اور بلند مقامات تک پہنچ جاتا ہے، حالانکہ وہ عبادت میں کمزور ہوتا ہے، اور یقیناً بندہ اپنے برے اخلاق کی وجہ سے جہنم کے نچلے درجے میں پہنچ جاتا ہے، حالانکہ وہ عبادت میں کمزور ہوتا ہے)

اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے برے اخلاق سے پناہ مانگتے تھے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ، وَالنِّفَاقِ، وَسُوءِ الْأَخْلَاقِ . [2]

(اے اللہ میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں اختلاف، نفاق اور برے اخلاق سے)

ویسے تو اچھے اخلاق کی فہرست بہت لمبی ہے لیکن ان میں سے سچائی، امانت داری، ایگریمنٹ اور معاہدے کی پاسداری، معاملات کا اچھا ہونا، تنگدست لوگوں کو مہلت دینا، اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام نہ لینا اور اہل حق کو اس کا حق دینا ایسے اخلاق ہیں جن کا ہر مسلمان کے اندر ہونا بالعموم اور ایک مسلمان تاجر کے اندر ہونا بالخصوص شریعت کی نظر میں انتہائی مطلوب اور اہمیت کا حامل ہے جن کا ذکر ان صفحات میں پہلے بھی کیا جاچکا ہے۔

یہاں ایک اہم صورت کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے وہ یہ کہ جب گاہک کسی چیز کے بارے میں پوچھے تو اچھے انداز سے جواب دیا جائے، کسی چیز کو چیک کرے تو اسے مکمل طور پر آزادی کے ساتھ چیک کرنے دیا جائے، جب کئی چیزوں کو چیک کرنے کے بعد بھی سامان نہ خریدے تو اس پر ناگواری نہ ہو، جب وہ کسی کو دکھانا چاہے تو اسے اس کی اجازت دیدی جائے، اور اگر واپس کرنا چاہے تو بغیر کسی ناگواری کے

[1] طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر: ج1، ص260، حدیث754، مکتبة ابن تیمیة القاهرة.

[2] سجستانی، ابو داؤد سلیمان اشعث، ج2، ص91، حدیث 1546، المکتبة العصریة بیروت.

Idara Ghufran

واپس لے لی جائے۔بعض اوقات ہوتا یہ ہے کہ جب کسی تاجر سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو وہ بڑے روکھے انداز سے جواب دیتا ہے، چیزوں کو چیک کرنے میں سختی سے کام لیتا ہے، چیک کرنے کے بعد گاہک کو پسند نہ آئے تو ناگواری کا اظہار کرتا ہے، گاہک کے دام بتانے پر غصے ہوجاتا ہے، کسی کو دکھانے کی اجازت نہیں دیتا ہے اور واپسی پر تو لال پیلا ہوجاتا ہے، یہ سب چیزیں بداخلاقی میں آتی ہیں،ان سے بچنا ضروری ہے۔

اچھے اخلاق کی وجہ سے ایک تاجر نہ صرف یہ کے اللہ اوراس کے رسول کی نظر میں بہترین انسان اور قابل تعریف ہے اور آخرت میں اسے بلند درجات نصیب ہوں گے بلکہ عام لوگوں کی نظر میں بھی مقبول ہوجاتا ہے اور لوگوں کا اس کی طرف رجوع ہوتا ہے جو اس کی تجارت کے لیے بھی کامیابی اور بہتری کا سبب بنتا ہے، چنانچہ جو تاجر اور دوکاندار خرید فروخت کے وقت لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق اور حسن سلوک سے پیش آتا ہے لوگ دوبارہ خوشی سے اس کی طرف آتے ہیں اور اس کا کاروبار ترقی کرتا ہے،اس کے برعکس ایک بداخلاق تاجر اللہ تعالی اوراس کے رسول کی نگاہوں میں بھی گرجاتا ہے اور عوام بھی اس سے متنفر ہوجاتے ہیں جس کی وجہ سے اس کی آخرت بھی خراب ہوتی ہے اور دنیا میں بھی اس کا کاروبار خسارے کا شکار ہوجاتا ہے، چنانچہ جو تاجر اور دوکاندار ایک مرتبہ کسی گاہک کے ساتھ بدسلوکی اور بداخلاقی سے پیش آتا ہے دوبارہ وہ گاہک اس کی طرف نہیں جاتا،اس طرح لوگ اس سے دور ہوجاتے ہیں جس کی وجہ سے اسے اپنے کاروبار میں نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اچھے اور عمدہ اخلاق جہاں ایک طرف مسلمان تاجر کی بہتری کا ذریعہ اور سبب ہیں وہاں وہ اس کے لیے اپنے دین کی تبلیغ اوراس کی اشاعت کا بھی ایک بڑا سبب بن سکتے ہیں کیونکہ جب دوسرے مذہب کے لوگوں کے سامنے اس کے اچھے اخلاق آئیں گے تو لازمی طور پر وہ متاثر ہوں گے اور اسلام کی طرف مائل ہوں گے جو ان کی ہدایت کا ذریعہ بنے گا، گویا اچھے اخلاق ایک تاجر کے لیے تجارت کے ساتھ ساتھ دین کی خاموش تبلیغ بھی ہے، چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ مسلمان تاجروں کے اچھے اخلاق کی وجہ سے بہت سے علاقوں میں اسلام پھیلا،اوران کی اچھے اخلاق پر مبنی تجارت بہت سے لوگوں کی ہدایت کا سبب بنی، چنانچہ چائنہ، ملائیشیا، انڈونیشیا، فلپائن، جزیرہ مالدیپ، سری لنکا، ویتنام اور ہندوستان اور افریقہ جیسے دور دراز کے ممالک میں مسلمان تاجروں کی آمد اوران کے اخلاق سے متاثر ہوکر لوگوں نے اسلام قبول کیا، یہی وہ تجارت ہے جسے دین اور دنیا دونوں قرار دیا گیا ہے۔

Idara Ghufran

**مقالات ومضامین** (وضو کے مسائل واحکام: قسط۴) مفتی محمد یونس

# وہ امور جن کے لئے وضو کرنا مستحب ہے

وضو کی تیسری قسم مستحب ہے متعدد امور ایسے ہیں جن کے لئے وضو کرنا فرض، واجب اور ضروری تو نہیں مگر مستحب ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کاموں کے لئے اگر کوئی شخص وضو کر لے تو اسے ثواب حاصل ہوگا اور اگر کوئی ان کو بلا وضو ہی کر لے تو گناہ نہیں ہوگا، وہ کام درج ذیل ہیں:۔

(۱) نیند:۔ سونے کے لئے لیٹنے سے پہلے وضو کر لینا مستحب ہے اور احادیث میں اس کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے چنانچہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ :مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَبِیْتُ عَلٰی ذِکْرٍ طَاهِرًا، فَیَتَعَارُّ مِنَ اللَّیْلِ فَیَسْأَلُ اللّٰهَ خَیْرًا مِنَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِیَّاهُ**(ابوداوٗد رقم الحدیث ۵۰۴۲)

ترجمہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ وہ اللہ کے ذکر کے ساتھ باوضو رات گزارے پھر وہ رات کو آنکھ کھلنے پر اللہ سے دنیا وآخرت کی بھلائی مانگے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے وہ (بھلائی) ضرور عطا فرمائے گا (ابوداوٗد) [۱]

طہارت کی حالت میں سونے کا مطلب یہ ہے کہ جنابت ونجاست سے پاک ہوکر اور باوضو (اور وضو پر قدرت نہ ہو تو تیمّم کر کے) سوئے اور ذکر سے مراد یہ ہے کہ وہ سونے سے پہلے مسنون دعائیں اور مسنون آیات وسورتوں کی تلاوت واذکار وغیرہ کر کے سوئے۔ [۲]

---

[۱] (وعن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من مسلم يبيت )أى يرقد فى الليل (على ذكر) أى من الأذكار المستحبة عند النوم أو مطلق الأذكار حال كونه (طاهراً) أى متوضأً أو متيمماً أو طاهراً قلبه من الغل والغش والحقد والأوزار أو سليما قلبه من غير الملك الجبار(فيتعار) أى ينتبه ويتحرك (من الليل) أى بعضه وأغرب ابن حجر فقال أى من النوم فى الليل فيسأل الله خيراً( أى مقدرا أو معلقاً (الا أعطاه الله اياه) أو أعطاه خيرا مما تمنباه فى دنياه وأخراه (رواه أحمد وأبوداؤد) (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح باب ما يقول اذا قام من الليل ج۳ ص۹۱۸)

[۲] (ما من يبيت على ذكر) لله تعالىٰ من نحو قراء ة وتكبير و تسبيح ـ و تهليل وتحميد(طاهراً)من الحدثين والخبث طهارة كاملة ولو بالتيمم بشرطه (فيتعار) بعين مهملة وراء مشددة يقال تعار اذا انتبه من نومه مع صوت أو بمعنى تمطى قال جمع: والأول أنسب لأن الاستعمال فيه أخذ من عوار الظليم وهو صوته

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:۔

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :طَهِّرُوا هٰذِهِ الْأَجْسَادَ طَهَّرَكُمُ اللّٰهُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَبِيتُ طَاهِرًا إِلَّا بَاتَ مَعَهُ فِي شِعَارِهِ مَلَكٌ، لَا يَنْقَلِبُ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَالَ :اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ فَإِنَّهُ بَاتَ طَاهِرًا (المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث ۵۰۸۷) [۱]

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان جسموں کو پاک کرو اللہ تمہیں پاک فرمائے گا اس لئے کہ جو (مسلمان) بندہ بھی پاکی کی حالت میں رات گزارتا ہے تو اس کے ساتھ کپڑوں میں ایک فرشتہ رات گزارتا ہے اور جب بھی وہ بندہ رات کے کسی لمحے کروٹ بدلتا ہے تو وہ فرشتہ اس کے لئے یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! اپنے اس بندہ کی مغفرت فرما دیجئے کیونکہ اس نے پاکی کی حالت میں رات گزاری (طبرانی) [۲]

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:۔

"مَنْ بَاتَ طَاهِرًا بَاتَ فِي شِعَارِهِ مَلَكٌ، لَا يَسْتَيْقِظُ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَالَ

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ والمعنى فيهب من نومه (من الليل) أى وقت كان والثلث الأخير أرجىٰ لذلک ومن خصه بالنصف الثانى فقد حجر واسعا(فيسأل الله خيراً من أمر الدنيا والأخرة الا أعطاه اياه) قال الطيبى: عبر بقوله يتعار دون يهب أو يستيقظ ونحوهما لزيادة معنى أراد أن يخبر من هب من نومه ذاكرا لله مع الهبوب فيسأل الله خيرا أنه يعطيه فأوجز فقال: فيتعار ليجمع بين المعنيين فانما يوجد ذلک عند من تعود الذكر فاستأنس به وغلب عليه حتى صار الذكر حديث نفسه فى نومه ويقظته و صرح عليه الصلاة والسلام باللفظ وعرض بالمعنى وذلک من جوامع الكلم التى أو تيها وظاهر قوله يبيت أى أن ذا خاص بنور الليل واشترط فى ذلک المبيت على طهر لأن النوم عليه يقتضى عروج الروح وسجودها تحت العرش الذى هو مصدر المواهب فمن لم يبت على طهر لا يصل لذالک المقام الذى منه الفيض والانعام وفى خبر البيهقى ان الأرواح يعرج بها فى منامها فتؤمر بالسجود عند العرش فمن بات طاهرا سجد عند العرش ومن كان ليس بطاهر سجد بعيداً عنه وفيه ندب الوضوء للنوم (فيض القدير للمناوى تحت رقم الحديث ۸۱۰۰)

[۱] قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الأوسط، واسناده حسن (مجمع الزوائد تحت رقم الحديث ۱۷۰۷۴، باب فيمن يبيت على طهارة)

[۲] (طهروا هٰذه الأجساد طهركم الله فانه ليس عبد يبيت طاهراً الا وبات معه ملک فى شعاره) بكسر الشين المعجمة ثوبه الذى يلى جسده (لا ينقلب ساعة من الليل الا قال) أى الملک (اللهم اغفر لعبدک هٰذا (فانه بات طاهراً) والطهارة عند النوم قسمان طهارة الظاهر وهى معروفة وطهارة الباطن وهى بالتوبة وهى آكد من الظاهرة فربما مات فى نومه وهم متلوث بأوساخ الذنوب فيتعين عليه التوبة وأن يزيل من قلبه كل شئى وحقد ومكروه لكل مسلم(فيض القدير حرف الطا ج۴ ص ۲۷۱)

Idara Ghufran

**الْمَلَکُ :اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِکَ فُلَانٍ، فَإِنَّهُ بَاتَ طَاهِرًا** "(الزهد والرقائق ابن المبارک) [1]

ترجمہ:۔ جو مسلمان بھی پاکی کی حالت میں رات گزارتا ہے تو اس کے لباس میں ایک فرشتہ رات گزارتا ہے اور جب بھی وہ بندہ رات کے کسی حصے میں بیدار ہوتا ہے تو وہ فرشتہ اس کے لئے یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! اپنے فلاں بندہ کی مغفرت فرما دیجئے کیونکہ اس نے پاکی کی حالت میں رات گزاری (الزہد، لابن مبارک، بیہقی)

ان احادیث سے باوضو اور پاک جسم، اور پاک کپڑوں کے ساتھ سونے اور رات گزارنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔

اور ایک حدیث میں یوں ارشاد ہے:۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:۔

**قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَکَ، فَتَوَضَّأْ وُضُوءَکَ لِلصَّلَاةِ**(بخاری رقم الحدیث ۲۴۷)

ترجمہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر آؤ تو نماز والا وضو کر لیا کرو (بخاری)

اس حدیث میں اگرچہ سوتے وقت وضو کرنے کا حکم دیا گیا ہے مگر اہلِ علم حضرات کی تحقیق کی رو سے یہ استحبابی درجے کا حکم ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سوتے وقت وضو کر لینا مستحب ہے۔ [2]

مسئلہ: سونے کے لئے لیٹتے وقت وضو کا یہ مستحب عمل تب ادا ہوگا جبکہ نیند آنے تک وضو برقرار رہے اگر نیند آنے سے پہلے کسی وجہ (مثلاً ریح خارج ہونے وغیرہ) سے وضو ٹوٹ گیا تو اس مستحب کی ادائیگی متصور نہ ہوگی۔ [3]

---

[1] رقم الحدیث ۱۲۴۴ شعب الایمان رقم الهدیث ۲۵۲۶ الدعوات الکبیر للبیهقی رقم الحدیث ۴۲۶

[2] (قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لرجل) قال الطيبي هو أسيد بن حضير (يا فلان اذا أويت) أى قصدت المأوى (الى فراشک) أى للنوم ولهذا قال أى اذا أردت أن تجعل فراشک مكان نومک (فتوضأ) أمر ندب (وضوءک) أى وضوءاً كاملاً مثل وضوئک للصلاة (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح باب ما يقول عند الصباح والمساء والمنام ج۴ ص۱۶۵۵)

وندب الوضوء (للنوم على طهارة) (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح ص۴۶)

[3] ظاهره أنه يأتى بذلک المندوب الا اذا أخذه النوم وهو متطهرفلو تطهر ثم اضطجع وأحدث فنام لا يكون اٰتيابه (طحطاوى على المراقى ص۴۶)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

**مقالات ومضامین** (بسلسلہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک:۴) مولانا غلام بلال

# والدین کی نافرمانی اوران کوتکلیف پہنچانے کاوبال

## والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہوں میں سے ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الكَبَائِرِ، قَالَ :الإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ** (بخاری، رقم الحدیث ۲۶۵۳)

**ترجمہ:** نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں سوال کیا گیا،تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا،اوروالدین کی نافرمانی کرنا،اورجان کوقتل کرنا،اورجھوٹی گواہی دینا(بخاری)

اوراسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا الكَبَائِرُ؟ قَالَ :اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ قَالَ:ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ:ثُمَّ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ** (بخاری، رقم الحدیث ۶۹۲۰)

ترجمہ:ایک دیہاتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضرہوا،اوراس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول کبیرہ گناہ کیا ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اس نے کہا پھرکون سا گناہ کبیرہ ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ والدین کی نافرمانی کرنا(بخاری)

مذکورہ احادیث میں والدین کی نافرمانی کولفظ''عقوق'' سے تعبیرکیا گیاہے،اورلفظ''عقوق''میں بہت عموم پایاجاتا ہے،جس میں ماں باپ کوکسی بھی طرح سے ستانااوران کوتکلیف پہنچانا،چاہےان کو یہ تکلیف پہنچانااپنی کسی بات کےذریعہ سے ہو،یااپنے کسی عمل وفعل کےذریعہ سے،اسی طرح ان کادل دکھانا،ان کی نافرمانی کرنا،ضرورت و حاجت کے موقع پران پرخرچ نہ کرنا،ان کوآنکھیں دکھانایاان کے آگے زبان وغیرہ چلاناسب''عقوق''میں داخل ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ویسے تو کبیرہ گناہ بہت سے ہیں، مگر اس حدیث میں ان گناہوں کا ذکر کیا گیا ہے، جو کہ شریعت کی نظر میں نہایت قبیح ہیں، ان میں سے پہلا گناہ شرک ہے کہ جس کے ارتکاب سے انسان دائرہ اسلام سے ہی خارج ہوجاتا ہے، اور اس کے بعد دوسرا بڑا گناہ ''والدین کی نافرمانی'' قرار دیا گیا ہے، جس طرح کے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کے بعد والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کی فرمانبرداری کا حکم دیا گیا ہے۔ [1] ٹھیک اسی طرح کبیرہ گناہوں میں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ ٹھہرانے کے بعد والدین کی نافرمانی سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، ماں باپ کی نافرمانی اور ان کو ایذا پہنچانا کس درجہ کا گناہ ہے؟ اس کا اندازہ مذکورہ احادیث سے لگایا جا سکتا ہے۔

## والدین کا نافرمان جنت اور اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت دونوں سے محروم ہوگا

ایک حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ والدین کا نافرمان نہ تو جنت میں داخل ہوگا، اور نہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بروزِ قیامت اس کی طرف نظرِ رحمت فرمائیں گے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :ثَلَاثٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَنْظُرُ اللّٰـهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ :الْعَاقُّ بِوَالِدَيْهِ، وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ -الْمُتَشَبِّهَةُ بِالرِّجَالِ -، وَالدَّيُّوثُ ، وَثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ :الْعَاقُّ بِوَالِدَيْهِ ، وَالْمُدْمِنُ الْخَمْرَ، وَالْمَنَّانُ بِمَا أَعْطَى (مسند احمد، حديث نمبر ٦١٨٠)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہونگے، اور اللہ تعالیٰ ان کی طرف قیامت کے دن نظرِ (رحمت) نہیں فرمائیں گے، ایک تو والدین کا نافرمان، دوسرے مردانہ عورت (چال ڈھال، وضع قطع میں مردانہ پن اختیار کرنے والی فیشن

---

[1] چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا (سورة النساء، رقم الآية ٣٦)

ترجمہ: اور اللہ کی بندگی کرو، اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو، اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو (سورہ نساء)

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا (سورة الاسراء، رقم الآية ٢٣)

ترجمہ: اور آپ کے رب نے فیصلہ فرما دیا کہ تم اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ احسان کرو (سورہ اسراء)

Idara Ghufran

ایبل عورتیں) اور تیسرے دیوث، اور تین آدمیوں کی طرف اللہ تعالیٰ نظرِ (رحمت) نہیں فرمائیں گے، ایک والدین کا نافرمان، اور دوسرے شراب کا عادی، اور تیسرے (صدقہ خیرات وغیرہ) دے کر احسان جتلانے والا (مسند احمد)

اوراسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ: مُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالْعَاقُّ، وَالدَّيُّوثُ، الَّذِي يُقِرُّ فِي أَهْلِهِ الْخَبَثَ (مسند احمد، رقم الحديث ۵۳۷۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمیوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کردیا ہے، ایک شراب کا عادی، اور دوسرے والدین کا نافرمان، اور تیسرے دیوث جو اپنے گھر والوں میں خبث (زنا اور بے حیائی کے کاموں) کو باقی رکھے (مسند احمد)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کا نافرمان اور ان کو ایذا پہنچانے والا شخص، مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت، دیوث، شرابی، احسان جتلانے والا اور بے حیائی کے کاموں کو باقی رکھنے والا شخص، یہ سب نہ تو جنت میں داخل ہوں گے، اور بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ ان افراد کی طرف دیکھیں گے بھی نہیں، جو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری اور جہنم میں دخول کا سبب ہوگا، اور جنت میں داخل نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ یہ لوگ جنت کے اوّلین داخل ہونے والے لوگوں کی فہرست میں نہیں ہوں گے، اگر اسلام پر خاتمہ ہوگیا، تو اپنے گناہوں کی سزا کی بھگت کر پھر جنت میں جاسکیں گے۔

## ماں باپ کو ستانے کی سزا دنیا میں مل جاتی ہے

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :كُلُّ الذُّنُوبِ يَغْفِرُ اللهُ مِنْهَا مَا شَاءَ، إِلَّا عُقُوقَ الْوَالِدَيْنِ، فَإِنَّهُ يُعَجَّلُ لِصَاحِبِهِ فِي الْحَيَاةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ (شعب الايمان، رقم الحديث ۷۵۰۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ کو جسے چاہیں، معاف فرمادیتے ہیں، سوائے والدین کی نافرمانی و ایذاء رسانی کے، کہ اس گناہ کے کرنے والے کو موت سے پہلے ہی زندگی میں جلد سزا دیدیتے ہیں (بیہقی)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی رحمت سے ہر گناہ، جب چاہیں معاف فرما دیتے ہیں، مگر والدین کی نافرمانی اوران کو بے جا تکلیف پہنچانا، اورشرعی حدود میں رہتے ہوئے ان کے حکم کو نہ ماننا، یہ ایک ایسا گناہ ہے، کہ جس کی سزا اللہ تعالیٰ بعض دفعہ موت سے پہلے دنیا میں بھی دیدیتے ہیں (لیکن آخرت کی سزا ختم نہیں) بلکہ اس کے لئے آخرت کی سزا بھی ذخیرہ کرلی جاتی ہے، جب وہاں پہنچے گا، تو وہ بھی ملے گی۔ [1]

معلوم ہوا کہ ماں باپ کو ستانے، اوران کو بے جا تکلیف پہنچانے کی سزا دنیا وآخرت دونوں میں ملتی ہے، آجکل ہم مصیبتیں اور بلائیں دور کرنے کے لئے تو بہت سی ظاہری تدابیر اختیار کرتے ہیں، مگر وہ اعمال نہیں چھوڑتے کہ جن کی وجہ سے یہ تکلیفیں اور مصیبتیں آتی ہیں، اور پریشانیاں لاحق ہوتی ہیں۔

## وہ شخص ذلیل وخوار ہو کہ جسے ماں باپ نے جنت میں داخل نہ کرا سکے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَغِمَ اَنْفُهٗ ، رَغِمَ اَنْفُهٗ، ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهٗ قِيْلَ مَنْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدَهُمَا اَوْكِلَيْهِمَاثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ( مسلم، رقم الحديث ٢٥٥١ "١٠")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ذلیل ہو، ذلیل ہو، پھر وہ ذلیل ہو، عرض کیا گیا کہ اللہ کے رسول کون ذلیل ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پایا پھر (ان کی خدمت کرکے) جنت میں داخل نہ ہوسکا (مسلم)

پہلے معلوم ہو چکا کہ ماں باپ کی خدمت، اوران کے ساتھ حسنِ سلوک جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے، اور ''عقوق الوالدین'' یعنی ماں باپ کی نافرمانی، بدسلوکی، ایذا رسانی جہنم میں جانے کا ذریعہ ہے، زندگی میں جوانی کی حالت میں انسان سے بہت سے گناہ سرزد ہو جاتے ہیں، جن میں بعض دفعہ والدین کی نافرمانی بھی ہو جاتی ہے، تو اگر کسی کو بوڑھے والدین میسر آ جائیں، یعنی اس کی موجودگی میں وہ بوڑھے

---

[1] عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجَّلَ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةُ مَعَ مَا يُدَّخَرُ لَهُ، مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ (الادب المفرد، رقم الحديث ٢٩)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وضعیف ہوجائیں،تو گزشتہ گناہوں کے کفارے کے لئے ،جہنم کے عذاب سے آزاد ہوکر جنت میں داخل ہونے کے لئے ، والدین کی خدمت، فرمانبرداری اوران کے ساتھ حسنِ سلوک کرکے، ایسے موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دے، بلکہ اس موقعہ کواللہ تعالیٰ کا دیا ہوا انعام وعطیہ سمجھ کراس کی قدر کرے اوراس سے مکمل فائدہ اٹھائے، بڑھاپے کی حالت میں والدین خدمت اورصلہ رحمی کے زیادہ مستحق اورضرورت مند ہوتے ہیں، اس لئے اس وقت میں ان کی خدمت اوران کے ساتھ صلہ رحمی کرنے پر جنت کا مستحق ہونے کی فضیلت آسانی سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

اب جس شخص نے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پایا، ان کی خدمت نہ کی، اورنہ ہی ان سے دعائیں لیں، بلکہ ان کوتکلیف پہنچاتا رہا، ان کا دل دکھاتا رہا، اور جوشِ جوانی کی وجہ غفلت برتتا رہا، اوراپنے آپ کو جنت کا مستحق نہ بناسکا، توایسا انسان نہایت ہی محروم انسان ہے کہ نبی ﷺ نے باوجود رحمۃ للعالمین ہونے کے ایسے انسان کے بارے میں تین مرتبہ بددعا فرمائی کہ ایسا شخص (دنیا وآخرت میں)’’ذلیل وخوار ہو‘‘(**اللھم لا تجعلنا منھم**)

اللہ تعالیٰ ہم سب کوان تمام احکامات پرعمل کرنے کی توفیق عطافرمائے۔آمین۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بسلسلہ :تاریخی معلومات

مولانا طارق محمود

# ماہِ ذی الحجہ: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ذی الحجہ ۶۰۲ھ: میں حضرت ابویعلیٰ حمزہ بن علی بن حمزہ بن فارس بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۴۴۲)

□......ماہِ ذی الحجہ ۶۰۷ھ: میں حضرت ابوالفخر اسعد بن سعید بن محمود بن محمد بن روح اصبہانی تاجر رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۴۹۲)

□......ماہِ ذی الحجہ ۶۱۲ھ: میں حضرت ابومحمد عبدالعزیز بن معالی بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء، ج۲۲ ص ۳۳)

□......ماہِ ذی الحجہ ۶۱۳ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن محمد بن عبداللہ رملی شافعی خطیب رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۲ ص ۵۴)

□......ماہِ ذی الحجہ ۶۱۴ھ: میں حضرت شیخ الاسلام جمال الدین ابوالقاسم عبدالصمد بن محمد بن ابی الفضل بن علی بن عبدالواحد انصاری دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۲ ص ۸۳)

□......ماہِ ذی الحجہ ۶۱۷ھ: میں حضرت شیخ عبداللہ بن عثمان بن جعفر یونینی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء، ج۲۲ ص ۱۰۳)

□......ماہِ ذی الحجہ ۶۱۹ھ: میں حضرت ابوسعد ثابت بن مشرف بن ابی سعد بن ابراہیم بغدادی ازجی معمار رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۲ ص ۱۵۳)

□......ماہِ ذی الحجہ ۶۲۲ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن احمد بن طاہر شیرازی فیروزآبادی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۲ ص ۱۸۰)

□......ماہِ ذی الحجہ ۶۲۴ھ: میں حضرت بہاء الدین ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن احمد بن عبدالرحمٰن بن اسماعیل بن منصور مقدسی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۲ ص ۲۷۱)

□......ماہِ ذی الحجہ ۶۲۵ھ: میں حضرت ابومنصور محمد بن عبداللہ بن مبارک بن کرم بندنیجی بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۲ ص ۲۸۱)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

□......ماہِ ذی الحجہ ۶۳۴ھ: میں حضرت ابوالربیع سلیمان بن موسیٰ بن سالم بن حسان کلاعی حمیری بلنسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (طبقات الحفاظ، ج ۱ ص ۵۰۱)

□......ماہِ ذی الحجہ ۶۳۷ھ: میں حضرت ابوالقاسم عبدالرحیم بن محدث یوسف بن ہبۃ اللہ بن محمود بن طفیل دمشقی مصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۴۴)

□......ماہِ ذی الحجہ ۶۳۹ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن یعقوب بن عبداللہ بن عبدالواحد بغدادی مارستانی صوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۷۸)

□......ماہِ ذی الحجہ ۶۴۱ھ: میں حضرت ابوالقاسم حمزہ بن عتیق بن اوس انصاری اسکندرانی مالکی غزال رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۱۲۱)

□......ماہِ ذی الحجہ ۶۴۳ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن سعید بن ابی البقاء موفق بن علی بن خازن نیشاپوری بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۱۲۵)

□......ماہِ ذی الحجہ ۶۴۹ھ: میں حضرت ضیاء الدین ابومحمد عبدالخالق بن انجب بن معمر بن حسن عراقی نشبتری ماردینی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۲۴۱)

□......ماہِ ذی الحجہ ۶۴۹ھ: میں حضرت ابوالحسین عبیداللہ بن عاصم بن عیسیٰ اسدی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۲۵۱)

□......ماہِ ذی الحجہ ۶۴۹ھ: میں حضرت بہاء الدین ابوالحسن علی بن ہبۃ اللہ بن سلامہ بن مسلم لخمی مصری شافعی خطیب رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۲۵۴)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

علم کے مینار

امام شافعی رحمہ اللہ (قسط۸)

مولانا محمد ناصر

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

# امام شافعی رحمہ اللہ کی تصنیفات

امام شافعی رحمہ اللہ کی اُصولِ فقہ اور فقہ کے موضوع پر کئی تصنیفات ہیں، آپ کا شروع سے ہی تصنیف وتالیف کا ذوق تھا، اس لئے امام صاحب رحمہ اللہ نے گراں قدر متعدد تصنیفات چھوڑی ہیں۔

فقہ میں امام صاحب رحمہ اللہ کی ایک تفصیلی کتاب ''اَلْاُمّ'' کے نام سے موسوم ہے، امام صاحب کی بعض کتابیں الام کے ساتھ بھی ملحق ہیں۔

آپ کی کتب میں سے چند ایک کا تعارف مندرجہ ذیل ہے۔

**(۱)...... کتاب الرسالۃ:** آپ نے ابتدائی زمانہ میں اصولِ فقہ کے موضوع پر کتابُ الرسالہ نامی کتاب تصنیف فرمائی، روایت ہے کہ یہ اصولِ فقہ (Principles of Islamic Jursiprudence) کے فن میں پہلی تصنیف ہے، امام صاحب نے یہ کتاب اپنے دور کے ایک گورنر اور عالم عبدالرحمان بن مہدی کی فرمائش پر اس کے لئے لکھی۔ مشہور ہے کہ کتابُ الرسالہ دو مرتبہ لکھی گئی ہے، اب جو دستیاب ہے، وہ دوسری مرتبہ کی تصنیف ہے، جو امام صاحب نے مصر کے زمانۂ قیام میں تصنیف فرمائی تھی، اسی وجہ سے کتاب الرسالہ قدیمہ اور جدیدہ دو ناموں سے موسوم ہے۔

کتابُ الرسالہ میں نہ صرف فقہ کے اصول بیان کیے گئے ہیں بلکہ ان اصولوں کی وضاحت کے لئے بہت سی مثالیں بھی بیان کی گئی ہیں، کتاب کا اسلوب زیادہ تر مکالمے کی شکل میں ہے جس میں امام شافعی نے مختلف حضرات کے ساتھ اپنا مکالمہ نقل کیا ہے۔

اس کتاب پر ابتداءً کام کرنے والے مصری عالم شیخ احمد محمد شاکر صاحب ہیں، جبکہ اس کتاب کا انگریزی اور اردو زبان میں بھی ترجمہ ہوا ہے، انگریزی میں عراقی عالم ماجد خدوری صاحب نے ترجمہ کیا ہے، اور اردو زبان میں دستیاب کتاب کا ترجمہ کرنے والے محمد مبشر نزیر صاحب ہیں۔

**(۲)...... کتابُ الام:** امام شافعی رحمہ اللہ کی تصنیفات میں فقہ کے اندر سب سے اہم اور ضخیم تصنیف ہے، جو آپ نے مصر کے زمانۂ قیام میں اپنی آخری عمر میں اپنے شاگردوں کو املاء کروائی، اس کتاب میں

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

موجود مسائل امام شافعی کی فقہ جدید کہلاتی ہے۔

اس کتاب کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ اس کتاب کے ابواب کی ابتداء آیتِ قرآنیہ یا مستند حدیث سے ہوتی ہے، اوران سے مسائل کی تخریج کی جاتی ہے، اس کے بعد دیگر فقہی وفروعی احکام ومسائل سے بحث ہوتی ہے، مسائل کی تخریج میں ابتداء قرآن وسنت سے ہوتی ہے، اگر قرآن وسنت سے دلیل نہ ملے تو قیاس اوراجتہاد سے کام لیا جاتا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے دیگر کئی رسائل بھی الام کے ساتھ ملحق ہیں۔

**(۳)...... جماع العلم:** یہ کتاب بھی امام صاحب رحمہ اللہ کی گراں قدر تصنیف ہے، اس میں آپ کے اپنے دور کے اہلِ علم کے ساتھ کیے گئے مناظرے جمع ہیں۔

امام صاحب نے کتابُ الرسالہ کی تالیف کے بعد جماعُ العلم نامی کتاب تصنیف فرمائی، بعض ایسی چیزیں جو کتابُ الرسالہ میں اجمالاً مذکور ہیں، اُن کی تفصیل جماع العلم میں موجود ہے۔

یہ کتاب الام کے آخر میں بھی موجود ہے۔

**(۴)......احکام القرآن للشافعی:** احکام القرآن کے موضوع پر امام شافعی رحمہ اللہ نے یہ کتاب تصنیف فرمائی تھی، لیکن یہ کتاب مفقود ہوگئی، چنانچہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے امام صاحب رحمہ اللہ کے احکام القرآن اور تفسیر قرآن پر مشتمل کلام سے اخذ کرکے یہ کتاب ترتیب دی، اسی وجہ سے امام بیہقی کو امام شافعی کی احکام القرآن کا جامع کہا جاتا ہے۔

یہ کتاب دو اجزاء پر مشتمل ایک جلد میں دستیاب ہے۔

**(۵)...... بیان فرائض اللہ تعالیٰ:** یہ کتاب بھی امام شافعی رحمہ اللہ کی کتابُ الام کے ساتھ ملحق ہے۔

**(۶)......ابطال الاستحسان:** یہ کتاب بھی امام شافعی رحمہ اللہ کی کتابُ الام کے ساتھ ملحق ہے۔

**(۷)......کتاب فضائل قریش (۸)...... کتاب الرد علی محمد بن الحسن (۹)...... کتاب اختلاف العراقیین (۱۰)...... کتاب صفۃ الامر والنہی (۱۱)...... کتاب فضائل قریش۔**

(جاری ہے......)

Idara Ghufran

**تذکرۂ اولیاء** حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (قسط ۸) مولانا محمد ناصر

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

# نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرضِ وفات کی ابتداء صفر سنہ ۱۱ ہجری کے آخر میں ہوئی، اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو رومیوں کے ساتھ جنگ کا حکم فرما چکے تھے، صحابۂ کرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض کی حالت میں چھوڑ کر جہاد کے لئے جانے سے ہچکچا رہے تھے، مرض کی شدت کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن میں کئی کئی مرتبہ غشی طاری ہورہی تھی، اسی دوران ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب فرمایا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**خَرَجَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی مَرَضِہِ الَّذِی مَاتَ فِیہِ، عَاصِبٌ رَأْسَہُ بِخِرْقَۃٍ، فَقَعَدَ عَلَی المِنْبَرِ، فَحَمِدَ اللّٰہَ وَأَثْنَی عَلَیْہِ، ثُمَّ قَالَ :إِنَّہُ لَیْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَیَّ فِی نَفْسِہِ وَمَالِہِ مِنْ أَبِی بَکْرِ بْنِ أَبِی قُحَافَۃَ، وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ النَّاسِ خَلِیلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَابَکْرٍ خَلِیلًا، وَلَکِنْ خُلَّۃُ الإِسْلَامِ أَفْضَلُ، سُدُّوا عَنِّی کُلَّ خَوْخَۃٍ فِی ہَذَا المَسْجِدِ، غَیْرَ خَوْخَۃِ أَبِی بَکْرٍ** (بخاری، رقم الحدیث ۴۶۷، باب الخوخة والممر فی المسجد)

**ترجمہ:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اُس مرض میں جس مرض میں آپ نے وفات پائی ہے، اپنا سر ایک پٹی سے باندھے ہوئے باہر نکلے اور منبر پر بیٹھ گئے، اللہ کی تعریف اور ثنا بیان فرمائی، اور پھر فرمایا کہ ابوبکر بن ابوقحافہ سے زیادہ اپنی جان اور اپنے مال سے مجھ پر احسان کرنے والا کوئی نہیں، اور اگر میں لوگوں میں سے کسی کو خلیل (جانی دوست) بناتا، تو یقیناً ابوبکر کو خلیل بناتا، لیکن اسلام کی دوستی افضل ہے، میری طرف سے ہر کھڑکی کو جو اس مسجد میں ہے، بند کردو، سوائے ابوبکر کی کھڑکی کے (بخاری)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

Idara Ghufran

خَطَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :إِنَّ اللَّهَ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ، فَبَکَی أَبُو بَکْرٍ الصِّدِّیقُ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ فِی نَفْسِی مَا یُبْکِی هَذَا الشَّیْخَ؟ إِنْ یَکُنِ اللَّهُ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ، فَکَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُوَ العَبْدَ، وَکَانَ أَبُو بَکْرٍ أَعْلَمَنَا، قَالَ :یَا أَبَا بَکْرٍ لاَ تَبْکِ، إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَیَّ فِی صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَکْرٍ، وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیلًا مِنْ أُمَّتِی لاَتَّخَذْتُ أَبَا بَکْرٍ، وَلَکِنْ أُخُوَّةُ الإِسْلاَمِ وَمَوَدَّتُهُ، لاَ یَبْقَیَنَّ فِی المَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ، إِلَّا بَابُ أَبِی بَکْرٍ

(بخاری، رقم الحدیث ۴۶۶، باب الخوخة والممر فی المسجد)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ پڑھا، تو فرمایا کہ یقین جانو! اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا (چاہے جس کو پسند کرے) اس نے اس چیز کو اختیار کرلیا، جو اللہ کے پاس ہے (یعنی آخرت) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (یہ سن کر) رونے لگے، میں نے اپنے دل میں کہا کہ ایسی کیا چیز ہے، جو اس بزرگ کو رُلا رہی ہے، اگر اللہ نے کسی بندہ کو دنیا کے اور اس عالم کے درمیان میں، جو اللہ کے ہاں ہے، اختیار دیا اور اس نے اس عالم کے اختیار کرلیا، جو اللہ کے ہاں ہے (تو اس میں رونے کی کیا بات ہے، لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ) وہ بندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، اور ابوبکر ہم سب میں زیادہ علم رکھتے تھے، پھر آپ نے فرمایا کہ اے ابوبکر آپ مت روئیں، کیونکہ یقیناً سب لوگوں سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والا اپنی صحبت میں اور اپنے مال میں ابوبکر ہیں، میں اپنی امت میں اگر کسی کو خلیل بناتا تو وہ ابوبکر ہوتے، لیکن اسلام کی محبت (کافی ہے) مسجد میں ابوبکر کے دروازہ کے سوا کسی کے دروازہ کو بغیر بند کئے نہ چھوڑا جائے (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ لِی رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :فِی مَرَضِهِ "ادْعِی لِی أَبَا بَکْرٍ، أَبَاکِ، وَأَخَاکِ، حَتَّی أَکْتُبَ کِتَابًا، فَإِنِّی أَخَافُ أَنْ یَتَمَنَّی مُتَمَنٍّ وَیَقُولُ قَائِلٌ :أَنَا أَوْلَی، وَیَأْبَی اللهُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَکْرٍ (مسلم، رقم الحدیث

Idara Ghufran

۲۳۸۷"۱۱")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اپنے مرضِ وفات میں فرمایا کہ اپنے والد ابوبکر اور اپنے بھائی کو بلاؤ، تاکہ میں ایک کتاب لکھوادوں کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں کوئی (خلافت کی) تمنا نہ کرنے لگے، اور کوئی کہنے والا یہ بھی نہ کہے کہ میں (خلافت کا) زیادہ حقدار ہوں، اور اللہ اور مؤمنین ابوبکر (کی خلافت) کے علاوہ سے انکار کرتے ہیں (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

لَـمَّا مَرِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَضَهُ الَّذِى مَاتَ فِيهِ فَحَضَرَتِ الصَّلاَةُ، فَأُذِّنَ فَقَالَ :مُـرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقِيلَ لَهُ :إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، وَأَعَادَ فَأَعَادُوا لَهُ، فَأَعَادَ الثَّالِثَةَ، فَقَالَ :إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ فَصَلَّى فَوَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً، فَخَرَجَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ، كَأَنِّي أَنْظُرُ رِجْلَيْهِ تَخُطَّانِ مِنَ الوَجَعِ، فَأَرَادَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَتَأَخَّرَ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَكَانَكَ، ثُمَّ أُتِيَ بِهِ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِهِ، قِيلَ لِلْأَعْمَشِ :وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَبُوبَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلاَتِهِ، وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلاَةِ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: بِرَأْسِهِ نَعَمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ بَعْضَهُ، وَزَادَ أَبُو مُعَاوِيَةَ جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي قَائِمًا (بخارى، رقم الحديث ٦٦٤، باب :حد المريض أن يشهد الجماعة)

ترجمہ: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض میں جس میں آپ نے وفات پائی مبتلا ہوئے اور نماز کا وقت آیا اور اذان ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہہ دو کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں، آپ سے عرض کیا گیا کہ ابوبکر نرم دل آدمی ہیں جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (شدتِ غم سے) وہ نماز نہ پڑھا سکیں گے، دوبارہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تو پھر وہی عرض کیا گیا، سہ بارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور فرمایا کہ تم یوسف کو گھیرے میں

Idara Ghufran

لینے والی عورتوں کی طرح معلوم ہوتی ہو، ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں چنانچہ (کہہ دیا گیا اور) ابوبکر نماز پڑھانے چلے، اتنے میں نبی ﷺ نے اپنے آپ میں بہتری پائی، تو دو آدمیوں (حضرت عباس اور حضرت علی) کے سہارے نکلے، گویا میں اب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں پیروں کی طرف دیکھ رہی ہوں کہ مرض کی وجہ سے زمین پر گھسٹتے جارہے ہیں، پس ابوبکر نے چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں، تو نبی ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو، پھر آپ لائے گئے یہاں تک کہ ابوبکر کے پہلو میں آپ بیٹھ گئے (بخاری)

ربیع الاول کے مہینے میں پیر کے روز جس دن کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا، اور بیماری کو تیرہ دن ہو گئے تھے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی، اور آپ کی طبیعتِ مبارکہ میں تندرستی معلوم ہو رہی تھی، جس کی وجہ سے صحابۂ کرام بھی خوش تھے، لیکن نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف لے جا کر لیٹ گئے، اور چاشت کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تریسٹھ سال کی عمر مبارک میں وصال ہو گیا، اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں تھا، اور یہ سنہ ۱۱ ہجری تھا، آخر میں آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے کہ رفیقِ اعلیٰ، رفیقِ اعلیٰ۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

**مَاتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي، وَيَوْمِي، وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي، فَدَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَهُ سِوَاكٌ رَطْبٌ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ، فَظَنَنْتُ أَنَّ لَهُ فِيهِ حَاجَةً، قَالَتْ :فَأَخَذْتُهُ فَمَضَغْتُهُ، وَنَفَضْتُهُ وَطَيَّبْتُهُ، ثُمَّ دَفَعْتُهُ إِلَيْهِ، فَاسْتَنَّ كَأَحْسَنِ مَا رَأَيْتُهُ مُسْتَنًّا قَطُّ، ثُمَّ ذَهَبَ يَرْفَعُهُ إِلَيَّ، فَسَقَطَ مِنْ يَدِهِ، فَأَخَذْتُ أَدْعُو اللهَ عَزَّ وَجَلَّ بِدُعَاءٍ، كَانَ يَدْعُو لَهُ بِهِ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَكَانَ هُوَ يَدْعُو بِهِ إِذَا مَرِضَ، فَلَمْ يَدْعُ بِهِ فِي مَرَضِهِ ذَلِكَ، فَرَفَعَ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ، وَقَالَ " :الرَّفِيقُ الْأَعْلَى، الرَّفِيقُ الْأَعْلَى "، يَعْنِي وَفَاضَتْ نَفْسُهُ، فَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَمَعَ بَيْنَ رِيقِي وَرِيقِهِ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا** (مسند احمد، رقم الحديث ٢٤٢١٦) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال میرے گھر میں میری باری کے دن، میرے سینے اور حلق

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کے درمیان ہوا، اس دن عبدالرحمٰن بن ابی بکر (یعنی حضرت عائشہ کے بھائی) گھر میں آئے، تو ان کے ہاتھ میں تازہ مسواک تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا، تو مجھے خیال ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسواک چاہئے، تو میں نے وہ مسواک لے لی، اور اسے چبایا، اور اسے نرم کرکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت عمدگی کے ساتھ مسواک فرمائی، کہ اس سے پہلے میں نے اس طرح مسواک کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا تھا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اوپر کرکے وہ مجھے دینے لگے تو وہ مسواک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے گر گئی، یہ دیکھ کر میں وہ دعائیں پڑھنے لگی جو حضرت جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے موقع پر پڑھتے تھے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھتے تھے، لیکن اس موقع پر انہوں نے وہ دعائیں نہیں پڑھی تھیں، اسی دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا کہ رفیقِ اعلیٰ، رفیقِ اعلیٰ، اور اسی حال میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک پرواز کر گئی، پس اللہ ہی کی تعریف ہے کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری دن میرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب کو جمع فرمایا (مسند احمد) [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر جب عام ہوئی تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی کیا کیفیت تھی، اس سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

**أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَاتَ وَأَبُو بَكْرٍ بِالسُّنْحِ، -قَالَ: إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي بِالعَالِيَةِ -فَقَامَ عُمَرُ يَقُولُ :وَاللَّهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ**

---

[1] بیماری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معوذتین یعنی سورۂ فلق اور سورۂ ناس کا دَم کرنا منقول ہے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

**أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى نَفَثَ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ، وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهِ، فَلَمَّا اشْتَكَى وَجَعَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، طَفِقْتُ أَنْفِثُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِي كَانَ يَنْفِثُ، وَأَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ (بخارى، رقم الحديث ۴۴۳۹، باب مرض النبى صلى الله عليه وسلم ووفاته)**

اور درج ذیل روایت میں حضرت جبریل علیہ السلام کی دعاء بھی مروی ہے۔

**أَنَّ جِبْرِيلَ، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :يَا مُحَمَّدُ اشْتَكَيْتَ؟ فَقَالَ :نَعَمْ قَالَ: بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ، مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ، اللهُ يَشْفِيكَ بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ (مسلم، رقم الحديث ۴۰"۲۱۸۶"، مسند احمد، رقم الحديث ۱۱۲۲۵؛ ترمذى، رقم الحديث ۹۷۲)**

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ :وَقَالَ عُمَرُ :وَاللَّهِ مَا كَانَ يَقَعُ فِي نَفْسِي إِلَّا ذَاكَ، وَلَيَبْعَثَنَّهُ اللَّهُ، فَلَيَقْطَعَنَّ أَيْدِيَ رِجَالٍ وَأَرْجُلَهُمْ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ "فَكَشَفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهُ، قَالَ :بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لاَ يُذِيقُكَ اللَّهُ المَوْتَتَيْنِ أَبَدًا، ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ :أَيُّهَا الحَالِفُ عَلَى رِسْلِكَ، فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ جَلَسَ عُمَرُ،فَحَمِدَ اللَّهَ أَبُو بَكْرٍ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَقَالَ :أَلاَ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لاَ يَمُوتُ، وَقَالَ :(إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ) وَقَالَ :(وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ) قَالَ :فَنَشَجَ النَّاسُ يَبْكُونَ (بخاری، رقم الحديث ٣٦٦٧، و٣٦٦٨، باب قول النبی صلی الله عليه وسلم :لو كنت متخذا خليلا)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی، تو ابوبکر مقام سنح میں تھے (اسماعیل راوی کہتے ہیں کہ سنح مدینہ کے بالائی حصہ میں ایک مقام ہے) عمر یہ کہتے ہوئے کھڑے ہوئے کہ واللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت عمر جو کہہ رہے تھے، واللہ میرے دل میں بھی یہی تھا کہ یقیناً اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھائے گا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چند لوگوں کے (جو یہ کہہ رہے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے) ہاتھ پیر کاٹ ڈالیں گے، اتنے میں ابوبکر آ گئے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور کھولا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بوسہ لیا، اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ حیات وممات میں پاکیزہ ہیں، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ آپ کو دو موتوں کا مزہ کبھی نہیں چکھائے گا (یہ کہہ کر) پھر باہر آ گئے، اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے قسم کھانے والے! صبر کرو، پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باتیں کرنے لگے تو عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے۔

پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ، جو لوگ محمد صلی اللہ

Idara Ghufran

علیہ وسلم کی عبادت کرتے تھے تو ان کو معلوم ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انتقال ہو گیا ہے، اور جو لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں تو (وہ مطمئن رہیں کہ) ان کا اللہ زندہ ہے، جس کو کبھی موت نہیں آئے گی، اور اللہ کا (قرآن میں) ارشاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً فوت ہونے والے ہیں، اور یہ (سب) لوگ بھی فوت ہونے والے ہیں، اور اللہ کا (قرآن میں) ارشاد ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے، اگر وہ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم لوگ مرتد ہو جاؤ گے؟ اور جو شخص مرتد ہو جائے گا وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا اور اللہ تعالیٰ شکر گزار لوگوں کو اچھا بدلہ دے گا۔ سب لوگ (یہ سن کر) بے اختیار رونے لگے (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**وَاللَّهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ هَذِهِ الآيَةَ حَتَّى تَلاهَا أَبُو بَكْرٍ، فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ، فَمَا أَسْمَعُ بَشَرًا مِنَ النَّاسِ إِلَّا يَتْلُوهَا "فَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ عُمَرَ قَالَ: وَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ تَلاهَ فَعَقِرْتُ، حَتَّى مَا تُقِلُّنِي رِجْلَايَ، وَحَتَّى أَهْوَيْتُ إِلَى الأَرْضِ حِينَ سَمِعْتُهُ تَلاهَا، عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ** (بخاری، رقم الحديث ۴۴۵۴، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ)

**ترجمہ:** واللہ (جب حضرت ابوبکر نے یہ آیت تلاوت کی تو) گویا (ایسا معلوم ہوا) کہ اللہ نے یہ آیت نازل ہی نہیں کی تھی، یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ نے تلاوت کی، اور لوگوں نے حضرت ابوبکر سے ہی یہ آیت حاصل کی (اور سیکھی) پھر تو لوگوں میں سے جسے دیکھو، وہ یہی آیت پڑھ رہا ہے، زہری کہتے ہیں کہ سعید بن مسیّب نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو سن کر کہا، کہ میں نے تو یہ آیت ابوبکر کی تلاوت سے ہی سنی، اور یہ سن کر (گویا) میرے پاؤں ٹوٹ گئے، اور میری ٹانگوں میں جان نہ رہی، اور اس آیت کی تلاوت سُن کر میں زمین پر گر پڑا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ واقعی نبی صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے ہیں (بخاری)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت صحابۂ کرام کو سہارا اور تسلی دینے والے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ (جاری ہے......)

Idara Ghufran

**پیارے بچو!** مولانا محمد ناصر

# قمری مہینے

پیارے بچو! کیا آپ جانتے ہو کہ سال دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک شمسی سال ہوتا ہے، اور دوسرا قمری سال ہوتا ہے، قمری سال کو ہجری سال بھی کہتے ہیں۔

شمسی سال وہ ہوتا ہے جس کے مطابق آپ بچے سکولوں میں پڑھنے جاتے ہیں، اسے انگریزی سال بھی کہا جاتا ہے، شمس عربی زبان میں سورج کو کہتے ہیں، کیونکہ شمسی سال کا تعلق سورج سے ہے، اس لئے اسے شمسی سال کہا جاتا ہے، شمسی سال جنوری سے شروع ہو کر دسمبر کے مہینے پر ختم ہوتا ہے۔

بچو! کیا آپ جانتے ہو کہ قمری سال کیا ہوتا ہے؟

آج ہم آپ کو قمری سال کے بارے میں بتائیں گے۔

قمر عربی زبان میں چاند کو کہتے ہیں، کیونکہ قمری سال کا تعلق چاند سے ہے، اس لئے اسے قمری سال کہا جاتا ہے، قمری سال کو اسلامی سال بھی کہا جاتا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام کے حکموں کا تعلق قمر یعنی چاند سے ہے، اسی وجہ سے رمضان کے روزے اس وقت رکھے جاتے ہیں، جب رمضان کا چاند نظر آتا ہے، اسی طرح چھوٹی عید اور بڑی عید بھی چاند دیکھ کر منائی جاتی ہے، اور رمضان میں روزے رکھنا اسلامی حکم ہے، اسی طرح چھوٹی یا بڑی عید اسلامی تہوار اور اسلام کی طرف سے دیے ہوئے خوشی کے دن ہیں، اس لئے قمری مہینوں کو اسلامی مہینے بھی کہا جاتا ہے، جس طرح شمسی سال یا انگریزی سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں، اسی طرح قمری سال یا اسلامی سال کے بھی بارہ مہینے ہوتے ہیں۔

بچو! آپ کو انگریزی مہینوں کے نام تو ہو سکتا ہے کہ اچھی طرح یاد ہوں، مگر اسلامی مہینوں کے سارے نام شاید آپ کو یاد نہ ہوں، اس لئے ہم آپ کو اسلامی مہینوں کے نام بتاتے ہیں، امید ہے کہ آپ ان مہینوں کے نام یاد کرو گے۔

اسلامی مہینوں کے نام یہ ہیں:

**(۱)......محرم (۲)......صفر (۳)......ربیعُ الاوّل (۴)......ربیعُ الثّانی (۵)......جمادی الاولٰی (۶)...... جمادی الاُخریٰ (۷)...... رجب (۸)...... شعبان (۹)......**

Idara Ghufran

## رمضان (۱۰)......شوال (۱۱)......ذیقعدہ (۱۲)......ذی الحجہ

بچو! اسلامی سال کی ابتداء ایک بڑے مبارک واقعے سے ہوئی تھی۔

کیا آپ جانتے ہو کہ وہ مبارک واقعہ کیا ہے؟

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہوئے تھے، مکہ میں اللہ تعالیٰ کا گھر خانہ کعبہ بھی ہے، سارے مسلمان خانہ کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں، اور خانہ کعبہ کے گرد چکر لگاتے ہیں، اس چکر لگانے کو طواف بھی کہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے بہت محبت تھی۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چالیس سال ہوئی، تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بتوں کی عبادت کرنے سے منع کرنا اور لوگوں کو اسلام کی طرف بُلانا شروع کیا، اسے اسلام کی تبلیغ کرنا کہتے ہیں۔

اسلام کی تبلیغ سے مکہ کے سارے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہوگئے، آپ کے خاندان والوں نے بھی آپ کی مخالفت شروع کردی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ نہیں چھوڑی، مکہ کے مشرک لوگ مسلمانوں کو تکلیفیں دینے اور پریشان کرنے میں آگے ہی بڑھتے رہے، تیرہ سال تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں اسلام کی تبلیغ کرتے رہے، لیکن مشرکوں کی دشمنی میں کمی نہ آئی۔

آخر کار جب مکہ میں مسلمانوں کے لئے رہنا مشکل ہوگیا، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ چھوڑ کر مدینہ جانے کا حکم ہوگیا، اسے ہجرت کہتے ہیں۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دے دیا، اور مسلمانوں نے مکہ سے مدینہ ہجرت شروع کردی، اور آخر میں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ تشریف لے گئے، پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہجرت کے وقت سے ہجری یا اسلامی سال کی ابتداء ہوئی۔

بچو! کیا آپ جانتے ہو کہ ہجری سال کون سا چل رہا ہے؟

اس وقت چودہ سو چھتیس ہجری سال چل رہا ہے، اور یہ ربیع الاول کا مہینہ ہے، یعنی پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ آئے ہوئے چودہ سو چھتیس سال ہو چکے ہیں، کیونکہ ہجری سال کا اسلام کے ساتھ تعلق ہے، اس لئے ہمیں ہجری سال اور ہجری مہینے اور ہجری تاریخیں یاد رکھنی چاہئیں۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بزمِ خواتین

مولانا طلحہ مدثر

# نفلی عبادات اور حسن اخلاق

## (دونوں میں توازن واعتدال کی ضرورت)

معزز خواتین! شریعت کی تعلیمات کئی اقسام کی ہیں جن کا تعلق مختلف اعمال کے ساتھ ہے کچھ کا تعلق سراسر دل اور دماغ کے ساتھ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں وغیرہ وغیرہ، ان تعلیمات میں ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضاء کا کوئی دخل نہیں ہے تمام عقائد اسی قسم میں داخل ہیں، کچھ تعلیمات کا تعلق اعضاء سے ہے مثلاً نماز پڑھنا، روزہ رکھنا وغیرہ، اسی طرح کچھ تعلیمات ایسی ہیں جو براہ راست اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہیں ان عبادات کو ادا کرنے یا چھوڑنے سے کسی دوسرے مسلمان کو بظاہر کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچتا مثلاً ایک شخص نماز پڑھے یا چھوڑ دے اسی طرح روزہ رکھے یا نہ رکھے اس سے کسی دوسرے مسلمان کو بظاہر کوئی نفع یا نقصان نہیں ہوتا (الا یہ کہ ایصال ثواب یا کسی دوسری وجہ سے کسی غیر شخص کو کوئی نفع ونقصان حاصل ہوجائے) ایسے احکامات کو حقوق اللہ کہتے ہیں۔

لیکن کچھ اعمال ایسے ہوتے ہیں جن کا اثر براہ راست دوسرے افراد پر پڑتا ہے مثلاً لین دین، معاملات، ادب واحترام، حسن خلق وغیرہ وغیرہ ایسے احکامات کو حقوق العباد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

معزز خواتین! ہمارے معاشرے میں بزرگی اور نیکی کا سارا دارو مدار صرف حقوق اللہ تک محدود ہوگیا ہے چنانچہ جو شخص صرف نماز، روزے کا پابند ہوجائے اسی کو بہت بڑا بزرگ سمجھا جاتا ہے خواہ وہ حقوق العباد میں کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو، اسی طرح وہ شخص جو حقوق العباد کی رعایت رکھتا ہو لیکن دیگر عبادات مثلاً نماز، روزہ میں کوتاہی کرتا ہو اس کو بہت گناہ گار سمجھا جاتا ہے جبکہ حقوق اللہ تو خالص اللہ تعالیٰ کا حق ہے جب چاہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے معاف فرماسکتے ہیں لیکن حقوق العباد بغیر لوگوں کے معاف کئے معاف نہیں ہوتے لہٰذا عقل کا تقاضہ یہ ہے کہ حقوق العباد پر زیادہ توجہ دی جائے لیکن ہمارے یہاں الٹی گنگا بہتی ہے اور اس کی بظاہر وجہ یہی معلوم ہوتی ہے جو اوپر ذکر کی گئی کہ حقوق العباد کی رعایت رکھنے والے پر دینداری کا لیبل نہیں لگتا اس لئے اس کی طرف توجہ کم دی جاتی ہے جبکہ ایک حدیث شریف میں نماز، روزہ وغیرہ کا

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اہتمام کرنے والی مگر پڑوسی کو ایذاء پہنچانے والی خاتون کے بارے میں وعید آئی ہے اور پڑوسی کو تکلیف و ایذا پہنچانا حقوق العباد سے متعلق ہے جبکہ ایسی عورت کو زیادہ پسند کیا گیا ہے جو پڑوسی کو ایذا نہ پہنچائے اگرچہ بہت زیادہ نفل نمازوں اور روزوں کا اہتمام نہ کرے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

قَالَ رَجُلٌ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ فُلَانَةَ يُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا، وَصِيَامِهَا، وَصَدَقَتِهَا، غَيْرَ أَنَّهَا تُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا، قَالَ:هِيَ فِي النَّارِ ، قَالَ:يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَإِنَّ فُلَانَةَ يُذْكَرُ مِنْ قِلَّةِ صِيَامِهَا، وَصَدَقَتِهَا، وَصَلَاتِهَا، وَإِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْأَثْوَارِ مِنَ الْأَقِطِ، وَلَا تُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا، قَالَ:هِيَ فِي الْجَنَّةِ (مسند أحمد،رقم الحديث ۹۶۷۵، صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۵۷۶۴)

ترجمہ:۔ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! فلاں عورت کثرت سے نماز روزہ اور صدقہ کرنے میں مشہور ہے لیکن وہ اپنی زبان ( کی بدگوئی، بدکلامی، غیبت، چغلی وغیرہ) سے اپنے پڑوسیوں کو ایذا پہنچاتی ہے (اور ستاتی) ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جہنمی ہے۔ پھر اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! فلاں عورت نماز، روزہ اور صدقہ کی کمی میں مشہور ہے وہ صرف پنیر کے چند ٹکڑے صدقہ کرتی ہے لیکن اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو ایذاء نہیں پہنچاتی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جنتی ہے (ترجمہ ختم)

ملاحظہ فرمائیں! رسول اللہ ﷺ نے نفلی عبادات کی کثرت کے باوجود بھی دوسروں کو تکلیف پہنچانے کی وجہ سے اس عورت کو جہنمی قرار دیا اور اس کی برعکس دوسروں کو ایذاء رسانی سے بچنے والی خاتون کو نفلی اعمال میں قلت نماز و روزہ کے باوجود بھی جنتی قرار دیا لہٰذا معلوم ہوا کہ جس طرح حقوق اللہ مثلاً نماز، روزہ و دیگر عبادات کا اہتمام کیا جاتا ہے اسی طرح حقوق العباد کی بھی رعایت رکھنا ضروری ہے۔

معزز خواتین! حقوق العباد کا دائرہ بہت وسیع ہی اور اس کے تحت بہت سی عبادات اور احکامات داخل ہیں، ان عبادات میں ایک عبادت حُسنِ خُلق ہے۔ بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج مسلمانوں میں من حیث القوم حسن اخلاق کا فقدان ہے اور اسلام کی وہ تعلیمات جو مسلمانوں کے لئے تھیں ان کو غیر مسلموں نے اختیار کر رکھا ہے اور ان پر عمل کر کے وہ مہذب بنے ہوئے ہیں، نیز خواتین مردوں کی نسبت اس معاملے

Idara Ghufran

میں زیادہ کوتاہی کرتی ہیں جبکہ حسن خلق اختیار کرنے کی نہ صرف احادیث میں ترغیب آئی ہے بلکہ نبی کریم ﷺ سے حسن خلق کے لئے کئی دعائیں بھی ثابت ہیں۔

چنانچہ حضرت عائشہ اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

**كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ أَحْسَنْتَ خَلْقِيْ، فَأَحْسِنْ خُلُقِيْ** (مسند احمد، رقم الحديث ۲۴۳۹۲، عن عائشة ورقم الحديث ۳۸۲۳، عن ابنِ مسعود)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ:

**اَللّٰهُمَّ أَحْسَنْتَ خَلْقِيْ، فَأَحْسِنْ خُلُقِيْ.**

اے اللہ! آپ نے میری پیدائش وخلقت کو اچھا کیا ہے، تو آپ میرے اخلاق کو بھی اچھا کردیجئے (مسند احمد)

دیکھئے ہم آج جس چیز کی کوئی اہمیت نہیں سمجھتے اس کی شرع میں کتنی اہمیت ہے کہ نبی کریم ﷺ بھی اس کی طلب و دعا فرما رہے ہیں نیز دیگر کئی احادیث مبارکہ میں حسن اخلاق والے کے لئے بشارت اور بدخلق کے لئے وعید سنائی گئی ہے چنانچہ حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

**قَالُوا فَأَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: احب الناس الى الله احسنهم خلقا** (صحيح ابن حبان رقم الحديث ۴۸۶)

ترجمہ:۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! لوگوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے کہ جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں وہ لوگوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

**عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ " :إِنَّ الْعَبْدَ لَيَبْلُغُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ عَظِيمَ دَرَجَاتِ الْآخِرَةِ، وَشَرَفَ الْمَنَازِلِ، وَإِنَّهُ لَضَعِيفُ الْعِبَادَةِ، وَإِنَّهُ لَيَبْلُغُ بِسُوءِ خُلُقِهِ أَسْفَلَ دَرْكٍ مِنْ جَهَنَّمَ وَهُوَ عَابِدٌ "** (معرفة الصحابة لابى نعيم رقم الحديث ۷۷۵)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک بندہ اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے آخرت کے عظیم درجات اور بلند مقامات تک پہنچ جاتا ہے، حالانکہ وہ عبادت میں کمزور ہوتا ہے اور بے شک بندہ اپنے بُرے اخلاق کی وجہ سے جہنم کے نچلے درجے میں پہنچ جاتا ہے حالانکہ وہ عبادت گزار ہوتا ہے (ترجمہ ختم)

مذکورہ اور اس جیسی دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حسن اخلاق ایسا عمل ہے کہ اس عمل کی بنیاد پر عبادت میں کمزوری کے باوجود بھی عظیم مراتب حاصل ہو سکتے ہیں نیز یہ بات مشاہدہ میں ہے کہ نیک صالح انسان اگر بد خلق ہو تو وہ شخص اپنے بُرے اخلاق کی وجہ سے اپنی بات کی اہمیت ختم کرا دیتا ہے اور لوگ اس کی صحیح بات سے بھی متوحش و بے زار ہوتے ہیں لہٰذا شریعت کے اتنے اہم حکم سے آنکھیں بند کر دینا اور اس عمل کے اختیار کرنے کی جدو جہد و کوشش کو بالکل ترک کر دینا بہت بڑی محرومی کی بات ہے، ہمیں چاہئے کہ عبادت نماز روزہ وغیرہ کے ساتھ ساتھ حُسن اخلاق بھی اختیار کریں بلکہ اس میں عبادت سے بھی زیادہ اہتمام کریں کیونکہ عبادات میں ضُعف کے باوجود بھی حسن اخلاق کے ساتھ بلند درجات حاصل کئے جا سکتے ہیں جیسا کہ اوپر حدیث شریف کے حوالے سے تحریر ہوا اللہ تعالیٰ ہم سب کو اچھے اخلاق اختیار کرنے کی اور بُرے اخلاق سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

فائدہ: واضح رہے کہ پیچھے مذکور روایات میں حسن خلق اور اچھے رویے و برتاؤ کو جو عبادات پر ترجیح دی گئی ہے اس سے نفلی اعمال و عبادات مراد ہیں لہٰذا فرض واجب عبادات نماز و روزہ ان کا چھوڑنا تو مسلمان سے متصور ہی نہیں۔ خصوصاً حضور علیہ السلام کے زمانے میں اور اس کے بعد بھی عرصے تک مسلمان کے بارے میں یہ تصور ہی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ پنجگانہ فرض نمازیں یا رمضان کے روزوں یا صاحب نصاب زکوٰۃ کی ادائیگی کو چھوڑ بیٹھے گا۔ اور پنجگانہ نماز میں یا سالانہ روزہ رکھنے سے تو بزرگی جتلانے کی نوبت ہی نہیں آتی کیونکہ ان فرض عبادات میں تو کسی کو خصوصیت نہیں سب مسلمان ان میں مشترک ہیں اور ہر مسلمان اپنے اوپر اسے لازم سمجھتا ہے، ہاں نفلی نماز روزہ، ذکر، تلاوت وغیرہ میں جو آگے سے آگے بڑھے تو لوگوں پر اس کی بزرگی کا اثر ہوتا ہے اور اسے خود بھی بعض دفعہ نفس و شیطان کے اغواء سے نیکی، تقویٰ اور بزرگی کا گھمنڈ ہو سکتا ہے تو احادیث میں اس غلو کی اصلاح کی گئی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ حسن خلق اور اچھے برتاؤ کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے اور تقابل کی صورت میں ان نفلی عبادات پر جو فرد کا ذاتی عمل ہے، حسن اخلاق اور لوگوں سے اچھے سلوک کو فوقیت دی گئی ہے کیونکہ اس کے اچھے اثرات پورے معاشرے کی اجتماعی حیاۃ پر پڑتا ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

# حضرت آدم اور فرشتوں کا سلام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

**خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ وَطُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا، ثُمَّ قَالَ :اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أُولَئِكَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّونَكَ، تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ، فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ** (بخاری، رقم الحديث ۳۳۲۶، ابنِ حبان، رقم الحديث ۶۱۶۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم (علیہ السلام) کو پیدا کیا، اور حضرت آدم کا قد ستر گز تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جایئے، اور فرشتوں کی اُس جماعت کو سلام کیجیے، اور جو وہ آپ کو جواب دیں، اُس کو غور سے سنیے (وہ) آپ اور آپ کی اولاد کا (آپس میں) سلام ہوگا، پس حضرت آدم نے السلام علیکم کہا، تو فرشتوں نے السلام علیک ورحمۃ اللہ (جواب میں) کہا (بخاری، ترمذی، ابنِ حبان، وغیرہ)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام کرنے اور سلام کا جواب دینے کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے وقت سے ہی ہوگئی تھی، اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے لئے بھی ایک دوسرے کو سلام کرنے کے لئے سلام کے انہی الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے، پھر حضرت آدم علیہ السلام نے جب فرشتوں کو سلام کیا، تو فرشتوں نے ورحمۃ اللہ کے اضافہ کے ساتھ سلام کا جواب دیا، جس سے معلوم ہوا کہ سلام کا جواب بہتر طریقہ سے دینا فرشتوں کا بھی طریقہ ہے۔

Idara Ghufran

## سلام کے غیر اسلامی الفاظ اختیار کرنے کی ممانعت

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**كُنَّا نَقُولُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا، وَأَنْعِمْ صَبَاحًا، فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ نُهِينَا عَنْ ذٰلِكَ** (ابوداؤد، رقم الحديث ۵۲۲۷)

ترجمہ: ہم (زمانۂ) جاہلیت میں (دعائیہ کلمات کے طور پر) اللہ تیری آنکھوں کو ٹھنڈا کرے، اور تیری صبح اچھی کرے کہا کرتے تھے، پھر جب اسلام آ گیا، تو ہمیں ایسا کہنے سے روک دیا گیا (ابوداؤد)

اور حضرت محمد بن جعفر بن زبیر رحمہ اللہ سے مروی ایک لمبی روایت میں ہے کہ ایک شخص نے اسلام قبول کرنے سے پہلے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ:

**أَنْعِمُوا صَبَاحًا - وَكَانَتْ تَحِيَّةَ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ بَيْنَهُمْ - فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ أَكْرَمَنَا اللهُ بِتَحِيَّةٍ خَيْرٍ مِنْ تَحِيَّتِكَ يَا عُمَيْرُ، السَّلَامُ تَحِيَّةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ** (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۱۱۸، رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ مُرْسَلًا وَإِسْنَادُهُ جَيِّدٌ)

ترجمہ: آپ کی صبح اچھی ہو (یعنی صبح بخیر) اور یہ جاہلیت کے لوگوں کے آپس کی دعا تھی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عمیر! بے شک اللہ نے ہمیں آپ کی دعا سے بہتر دعاء عطا فرمائی ہے، سلام، اہلِ جنت کی دعا ہے (طبرانی)

Idara Ghufran

# سلام کرنے کی فضیلت اور فرشتوں کا سلام کا جواب دینا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

**إِنَّ السَّلَامَ اِسْمٌ مِّنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ وَضَعَهُ فِي الْأَرْضِ، فَأَفْشُوْهُ فِيْكُمْ؛ فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى الْقَوْمِ فَرَدُّوْا عَلَيْهِ، كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ فَضْلُ دَرَجَةٍ؛ لِأَنَّهُ ذَكَّرَهُمْ، فَإِنْ لَّمْ يَرُدُّوْا عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُمْ وَأَطْيَبُ** (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحدیث ۱۰۳۹۱، وادب المفرد)

**ترجمہ:** سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر اُتارا ہے، اس لیے تم آپس میں سلام کو عام کرو، کیونکہ (مسلمان) آدمی جب کچھ لوگوں کو سلام کرتا ہے، اور وہ اس کو (سلام کا) جواب دیتے ہیں، تو اس شخص کو (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) اُن سب لوگوں پر فضیلت کا ایک بلند مقام حاصل ہوجاتا ہے، کیونکہ اس نے (سلام کرکے) سب کو سلام یاد دلایا، اور اگر وہ لوگ اس کو (سلام کا) جواب نہیں دیتے، تو ایسے لوگ (یعنی فرشتے) اس کو (سلام کا) جواب دیں گے، جو اُن لوگوں سے بہتر اور پاکیزہ ہیں (طبرانی، ادب المفرد)

مذکورہ حدیث سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ سلام کرنے والے کو سلام کا جواب دینے والے پر فضیلت حاصل ہے، دوسرا یہ کہ سلام کرنے والے کو اگر لوگوں سے سلام کا جواب نہ ملے تو فرشتے اُس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

Idara Ghufran

# سلام کو عام کرنے کا حکم

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَنَصْرِ الضَّعِيفِ وَعَوْنِ الْمَظْلُومِ وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ** (بخاری، کتاب الاستئذان، باب افشاء السلام)

**ترجمہ:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات کاموں کا حکم فرمایا، مریض کی عیادت کرنے کا، اور جنازوں کی اتباع کرنے کا، اور چھینکنے والے کو جواب دینے کا، اور کمزور کی مدد کرنے کا، اور مظلوم کی حمایت کرنے کا، اور سلام کو پھیلانے کا، اور قسم کھانے والے کی قسم پوری کرنے کا (بخاری)

اس حدیث میں سلام پھیلانے کا حکم بھی مذکور ہے، محدثین نے فرمایا کہ اس حکم میں یہ بھی شامل ہے کہ دوسرے مسلمان کو سلام کرتے یا سلام کا جواب دیتے وقت کم از کم اتنی آواز ہو، جس کو دوسرا شخص سُن لے، ورنہ اتنی ہلکی آواز سے سلام کرنا، جسے دوسرا شخص سُن بھی نہ سکے، اس سے سلام کی سنت ادا نہیں ہوتی، اسی طرح سلام کا جواب دینے میں بھی ضروری ہے کہ سلام کرنے والے کو جواب کا علم ہو جائے، اتنی آہستہ آواز سے سلام کا جواب دینا، جو سلام کرنے والا نہ سُن سکے، اس سے سلام کا جواب دینے کا واجب ادا نہیں ہوتا۔

Idara Ghufran

**آپ کے دینی مسائل کا حل** ادارہ

# غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم (قسط۱)

آج کے دور میں دنیا بھر سے ماہِ رمضانُ المبارک میں مسلمانوں کی بڑی تعداد، حرمین شریفین میں عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے حاضری دیتی ہے، اور حرمین شریفین میں نماز باجماعت ادا کرنا بڑی سعادت کی بات ہے، اس سعادت کے حصول کا عمرہ کے زائرین جن میں بہت بڑی تعداد فقہ حنفی سے تعلق رکھنے والوں کی ہوتی ہے، پورا اہتمام کرتے ہیں، اور رمضان میں وتروں کی باجماعت نماز میں بھی شرکت کرتے ہیں۔

دوسری طرف وہاں کے ائمہ عموماً فقہ حنبلی سے تعلق رکھتے ہیں، جو اکثر و بیشتر وتر کی دوسری رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد وتر کی تیسری رکعت الگ سے پڑھتے ہیں، جبکہ فقہ حنفی کے مطابق وتر کی نماز ہمیشہ ایک سلام کے ساتھ، تین رکعت پڑھنے کا حکم ہے۔

اس کے علاوہ فقہ حنبلی کے مطابق، بلکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علاوہ، دوسرے فقہائے کرام اور حنفیہ میں سے امام ابو یوسف، اور امام محمد کے نزدیک وتر کی نماز، واجب نہیں، بلکہ سنت وتطوع میں داخل ہے، اور وہاں کے ائمہ اسی نیت کے ساتھ نمازِ وتر پڑھتے ہیں، جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وتر کی نماز واجب ہے، اور واجب کا درجہ سنت وتطوع سے زیادہ ہوتا ہے۔

ان حالات میں سوال پیدا ہوا کہ کیا حنفی فقہ سے تعلق رکھنے والے مقتدی کو فقہ حنبلی سے تعلق رکھنے والے امام کی اقتداء میں مذکورہ طریقہ کے مطابق وتر کی نماز پڑھنا جائز ہے، یا کہ جائز نہیں؟

فقہ حنفی میں اس مسئلہ کی جس اصول سے تخریج کی گئی ہے، اس کی رُو سے بہت سے مشائخِ حنفیہ کی طرف سے راجح یہ قرار دیا گیا ہے کہ حنفی مقتدی کی وتر کی نماز، حنبلی فقہ سے تعلق رکھنے والے، امام کی اقتداء میں مذکورہ طریقہ کے مطابق درست نہیں، بالخصوص جبکہ امام دو رکعت پر سلام پھیر دے، اور تیسری رکعت الگ سے پڑھے۔

اکثر اردو کتبِ فقہ وفتاویٰ میں بھی اسی کو راجح قرار دیا گیا ہے، اور ہم نے بھی پہلے اسی کو راجح قرار دیا تھا، لیکن ایک تو اس کے مطابق عمل کرنے میں آج کل، بہت سے لوگوں کو تنگی اور دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کیونکہ حرمین شریفین میں ایک بڑی تعداد کو وتر کی جماعت میں شریک نہ ہونے کا مکلّف بنانے اور ان کا اس پر عمل درآمد کرنے میں کافی زیادہ دشواری پیش آتی ہے، جبکہ قرآن وسنت میں تیسیر اور آسانی کا

Idara Ghufran

حکم دیا گیا ہے۔

دوسرے حنبلی اور مالکی فقہ کے مطابق اور بعض شوافع اور حنفیہ کے قول کے مطابق فروع میں مخالف امام کی اقتداء میں مطلقاً نماز پڑھنے کا جواز بھی کتبِ مذاہب میں منقول ہے، اور اس کے مطابق عوام کی نماز کے درست ہونے کا فتویٰ دیا جاتا ہے، جس پر بہت سے عوام کا عمل ہے۔

تیسرے عوام کو یہ مسئلہ سمجھانا بھی خاصا مشکل ہو جاتا ہے کہ ایک ایسے اصول کی بناء پر یہ مسئلہ بیان کیا جائے، جس کی رُو سے حرمین شریفین کے ائمہ اور وہاں کے لوگوں کی نماز کا، غیر درست یا فاسد ہونا لازم آئے۔

چوتھے اس مسئلہ کی جس اصول سے تخریج کر کے حکم بیان کیا جاتا ہے، اس اصول کے مطابق حرمین شریفین کے علاوہ دیگر ممالک و علاقوں میں، اور دوسرے اوقات میں بھی اہلُ السنۃ والجماعۃ کے کسی اور فقہ سے تعلق رکھنے والے، امام کی اقتداء میں بہت سی صورتوں میں نماز پڑھنے اور اس کی اقتداء میں نماز کے نادرست وغیر معتبر ہونے کا حکم لاگو ہوگا، جبکہ یہ حکم لگانا اور اس پر عمل درآمد کرنا سخت دشوار اور حرجِ عظیم کا باعث بنتا ہے، جو شرعاً مدفوع ہے، کیونکہ آج کی دنیا اور معاصر عالَم فاصلے سمٹ جانے، رابطے بڑھ جانے اور ہر جگہ رسائی عام ہو جانے کے باعث ایک عالمی برادری اور عالمی گاؤں ''گلوبل ویلیج'' (Global Village) کا قالب ڈھال چکا ہے، جس کے باعث ایک ملک کے عوام کی بڑی تعداد، کو دوسرے دور دراز کے ممالک میں سفر اور قیام کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے، جس کے نتیجہ میں اہلُ السنۃ والجماعۃ کے دوسرے فقہ سے تعلق رکھنے والے، ائمہ کرام کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی بھی کثرت سے نوبت آتی ہے۔

اور مذکورۃ الصدر اصول کی بناء پر بہت سی صورتوں میں ان کی نماز کو درست قرار دیا جانا بھی مشکل ہوتا ہے، اس طرح کی کئی مشکلات کا ایک عرصہ سے متواتر احساس ہوتا رہا۔

اور اس سلسلہ میں متعدد اہلِ علم حضرات کے مختلف خیالات و تاثرات بھی تحریراً یا تقریراً ملاحظہ کرنے کا موقع ملا۔

پانچویں فروع میں مخالف مسلک کے امام کی نماز میں اقتداء کے جواز کا بھی قول فقہائے کرام کی ایک بڑی جماعت اور بعض مشائخِ حنفیہ کا ہے، جس کے مطابق بہت سے اہلِ علم حضرات جواز کا حکم لگاتے ہیں، اس قول کے دلائل کا گہرائی سے جائزہ لینے اور اس مسئلہ کے مجتہد فیہ ہونے کی وجہ سے اب بندہ کو اپنے اس سابق موقف پر اطمینان نہ رہا، جس کی رُو سے اس طرح اہلُ السنۃ والجماعۃ کے دوسرے فقہ سے تعلق رکھنے والے امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی گنجائش نہیں تھی، اور اب اس سابق موقف میں نہ صرف یہ کہ لچک

Idara Ghufran

پیدا ہوگئی، بلکہ دوسرے قول کے دلائل میں غور کرنے سے اس قول کی طرف رجحان ومیلان پیدا ہوگیا، اور اسی کے ساتھ اس طرح کے مجتہَد فیہ فروعی مسائل میں اپنے موقف پر غیر ضروری شدت اور جانبِ مخالف پہلو پر نکیر کرنے کا طریقہ دلائل کی رُو سے مناسب معلوم نہ ہوا، بالخصوص جس میں جانبِ مخالف پہلو کی بنیاد کسی معقول شرعی دلیل پر ہو، اور اس مسئلہ میں توسع اور گنجائش کی ضرورت بھی ہو۔ [1]

---

[1] محل الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر وشروطه:

أ -كون المأمور به معروفا فى الشرع، وكون المنهى عنه محظور الوقوع فى الشرع.

ب -أن يكون موجودا فى الحال، وهذا احتراز عما فرغ منه.

ج -أن يكون المنكر ظاهرا بغير تجسس، فكل من أغلق بابه لا يجوز التجسس عليه، وقد نهى الله عن ذلك فقال :(ولا تجسسوا)وقال :(وأتوا البيوت من أبوابها)وقال :(لا تدخلوا بيوتا غير بيوتكم حتى تستأنسوا وتسلموا على أهلها)

د -أن يكون المنكر متفقا على تحريمه بغير خلاف معتبر، فكل ما هو محل اجتهاد فليس محلا للإنكار، بل يكون محلا للإرشاد(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٦ ص ٢٤٩، ٢٥٠، مادة " أمر")

الشرط الرابع :أن يكون المنكر معلوما بغير اجتهاد، فكل ما هو محل للاجتهاد فلا حسبة فيه وعبر صاحب الفواكه الدوانى عن هذا الشرط بقوله :أن يكون المنكر مجمعا على تحريمه، أو يكون مدرك عدم التحريم فيه ضعيفا وبيان ذلك :أن الأحكام الشرعية على ضربين:

أحدهما :ما كان من الواجبات الظاهرة كالصلاة والصيام والزكاة والحج، أو من .المحرمات المشهورة كالزنى، والقتل، والسرقة، وشرب الخمر، وقطع الطريق، والغصب، والربا، وما أشبه ذلك فكل مسلم يعلم بها ولا يختص الاحتساب بفريق دون فريق.

والثانى :ما كان فى دقائق الأفعال والأقوال مما لا يقف على العلم به سوى العلماء ، مثل فروع العبادات والمعاملات والمناكحات وغير ذلك من الأحكام، وهذا الضرب على نوعين:

أحدهما :ما أجمع عليه أهل العلم وهذا لا خلاف فى تعلق الحسبة فيه لأهل العلم ولم يكن للعوام مدخل فيه.والثانى :ما اختلف فيه أهل العلم مما يتعلق بالاجتهاد، فكل ما هو محل الاجتهاد فلا حسبة فيه.ولكن هذا القول ليس على إطلاقه بل المراد به الخلاف الذى له دليل، أما ما لا دليل له فلا يعتد به ويقرر هذا الإمام ابن القيم بأن الإنكار إما أن يتوجه إلى القول والفتوى، أو العمل.

أما الأول فإذا كان القول يخالف سنة أو إجماعا شائعا وجب إنكاره اتفاقا، وإن لم يكن كذلك فإن بيان ضعفه ومخالفته للدليل إنكار مثله، وأما العمل فإذا كان على خلاف سنة أو إجماع وجب إنكاره بحسب درجات الإنكار، وكيف يقول فقيه لا إنكار فى المسائل المختلف فيها، والفقهاء من سائر الطوائف قد صرحوا بنقض حكم الحاكم إذا خالف كتابا أو سنة، وإن كان قد وافق فيه بعض العلماء .وأما إذا لم يكن فى المسألة سنة أو إجماع وللاجتهاد فيها مساغ لم تنكر على من عمل بها مجتهدا أو مقلدا وقال الإمام النووى :ولا ينكر محتسب ولا غيره على غيره، وكذلك قالوا :ليس للمفتى ولا للقاضى أن يعترض على من خالفه إذا لم يخالف نصا أو إجماعا أو قياسا جليا .وهذا الحكم متفق عليه عند الأئمة الأربعة، فإن الحكم ينقض إذا خالف الكتاب أو السنة أو الإجماع أو القياس(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٧ ص٢٥٧، ٢٥٨، مادة " حسبة")

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس لئے ضرورت محسوس کی گئی کہ اپنے موجودہ موقف کی وضاحت کی جائے، لہٰذا اس مرتبہ کی اشاعت سے پہلے بندہ نے اس مضمون کی نظرِ ثانی کی، اور اپنے سابق موقف کے مقابلہ میں موجودہ موقف کی صراحت کی، جس کی اب اشاعت کی جارہی ہے، اس لئے بندہ کی طرف سے یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ فقہ مالکی، شافعی یا حنبلی سے تعلق رکھنے والے امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے اور بطورِ خاص نمازِ وتر میں دورکعت پرسلام پھیر کر تیسری رکعت الگ سے پڑھنے والے امام کی اقتداء میں نمازِ وتر ادا کرنے کے سلسلہ میں بندہ کے موجود موقف کو راجح سمجھا جائے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اکثر مشائخِ حنفیہ اور بہت سے اکابر کے قول کے پیشِ نظر عام حالات میں وتروں کو تطوع وسنت کی نیت سے پڑھنے والے اور دورکعت پر سلام پھیرنے والے امام کی اقتداء میں حنفی مقتدی کو حتی الامکان وتر کی نماز پڑھنے سے پرہیز واحتیاط کرنی چاہئے، اور اس کے بجائے ایک سلام کے ساتھ وتر کی تین رکعات پڑھنی چاہئیں، لیکن اگر کوئی شخص اس طرح کسی شافعی، مالکی یا حنبلی کی اقتداء میں وتر کی نماز پڑھ لے، بالخصوص حرمین شریفین میں جا کر وہاں کے ائمہ کرام کی اقتداء میں وتر کی نماز ادا کرلے، تو بعض مشائخِ حنفیہ واہلِ علم حضرات کے قول اور اس قول کے دلائل کے معقول ہونے کے پیشِ نظر وتر کی نماز درست قرار دیئے جانے کی بھی گنجائش پائی جاتی ہے، لہٰذا اگر کوئی اس کے مطابق عمل کرے، اور وہ دوبارہ وتر کی نماز نہ پڑھے، تو بھی قابلِ نکیر بات نہیں، اور اس کی نمازِ وتر پڑھنا معتبر اور درست کہلائے گا۔

اس موقع پر اہلِ علم حضرات کے لئے ''اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا'' کے ''فقہی اختلاف کی شرعی حیثیت'' سے متعلق منظور کردہ قرارداد کے نکات کا ذکر کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) احکامِ شرعیہ کے دو حصے ہیں: منصوص اور غیر منصوص۔

منصوص احکام سے مراد وہ احکامِ شرعیہ ہیں، جو کتاب وسنت میں مذکور ہیں، اور غیر منصوص سے مراد وہ احکام ہیں، جن کا تعلق ائمہ مجتہدین اور فقہائے امت کے اجتہاد واستنباط سے ہے، بلاشبہ ائمہ وفقہاء کے اجتہادات اور ان کا فقہی ذخیرہ ہمارا قیمتی سرمایہ اور شریعتِ اسلامیہ کا حصہ ہیں۔ [1]

(۲) ائمہ مجتہدین کے درمیان مسائل میں جو اختلافِ رائے ہے، وہ اختلاف حق وباطل نہیں

[1] ملحوظ رہے کہ بعض مسائل منصوص ہو کر بھی مجتہد فیہ بن سکتے ہیں، مثلاً جب نصوص متعارض ہوں۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہے، بلکہ مختلف فیہ مسائل کی ایک بڑی تعداد وہ ہے جن میں افضل، غیر افضل، راجح، غیر راجح کا اختلاف ہے، باقی مسائل میں اختلاف کی نوعیت یہ ہے کہ ایک رائے صواب باحتمالِ خطاء اور دوسری رائے خطاء باحتمالِ صواب پر محمول ہے۔

(۳) عامی جو کتاب وسنت اور دلائلِ شرعیہ سے واقف نہیں ہے، اس کے لئے راہِ عمل یہ ہے کہ وہ کسی معتمد ومستند عالمِ دین سے مسئلہ شرعی معلوم کر کے اس پر عمل کرے، وہ اسی طرح شریعت پر عمل پیرا قرار دیا جائے گا۔

(۴) ائمہ مجتہدین کی آراء پر عمل کرنے والی مختلف جماعتوں یا افراد کا ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا یا ان اکابرِ سلف کی مذمت کرنا یا ان کے فقہی استنباطات کو تمسخر کا نشانہ بنانا قطعاً حرام ہے، اور یہ کسی مسلمان کے لئے دنیا وآخرت میں سخت بدنصیبی اور خسارہ کا سبب ہے۔

(۵) اختلافی مسائل میں سلفِ صالحین کی روش رواداری، ادب واحترام، ایک دوسرے کے مقام ومنصب کو ملحوظ رکھنے اور ان کے علوم ومعارف کو قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھنے کی رہی ہے، ان حضرات نے علمی مباحث میں ان آداب کی پوری رعایت کی ہے، بلاشبہ سلفِ صالحین کی روش ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے، افرادِ امت کی ذمہ داری ہے کہ اسی روش کو اختیار کریں اور اختلافی مسائل میں راہِ اعتدال پر چلیں۔

(۶) اگر وقت اور حالات کی تبدیلی سے معاشرہ کسی مشکل صورتِ حال کا شکار ہو، اور ائمہ مجتہدین کی فقہی آراء میں سے ایک پر عمل حرج اور دشواری کا باعث ہو، اور دوسری فقہی رائے پر عمل سے یہ حرج دور ہوجائے، تو ایسی صورت میں علماء وفقہاء جو اصحابِ ورع وتقویٰ اور اربابِ علم وفہم ہوں ان کے لئے دوسری رائے پر فتویٰ دینا جائز ہے جو باعث دفع حرج ہو، البتہ اس طرح کے مسائل میں انفرادی طور پر فتویٰ دینے کے بجائے اجتماعی طریقہ اختیار کیا جائے۔ [1]

---

[1] ہمارے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح کے مسائل میں فتنہ وانتشار وغیرہ سے بچنے کے لئے، جو کہ ایک انتظامی چیز ہے، حتی الامکان دوسرے اہلِ علم حضرات کی آراء کو شامل کرنا مناسب ہے، نہ یہ کہ کسی اجتہاد کی صلاحیت رکھنے والے صاحبِ علم کو، خواہ وہ خاص اس جزئی مسئلہ میں ہی مجتہدانہ صلاحیت رکھتا ہو، اپنے اجتہاد کی روشنی میں رائے قائم کرنا جائز نہ ہو، کیونکہ اجتہاد کی صلاحیت

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Iqra Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۷) ایسے مسائل جن میں مستند علماء وفقہاء کی ایک جماعت عدول کی ضرورت سمجھے اور مسئلہ مجتہَد فیہ میں ایک خاص فقہی رائے کو دفعِ حرج کے لئے اختیار کرے اور اس پر فتویٰ دے، اور دوسری جماعت اس سے اختلاف کرے، اور اس فقہی رائے کو اختیار کرنے کی ضرورت محسوس نہ کرے، ایسی صورت میں عام لوگوں کے لئے اس رائے پر عمل کرنا جائز ہے، جس میں عدول کر کے سہولت کی راہ اختیار کی گئی ہے، اور اصحابِ افتاء کے لئے اس رائے پر بھی فتویٰ دینا جائز ہے (بارھواں فقہی سمینار، بستی، بتاریخ ۵ تا ۸ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ، بمطابق 11 تا 14 فروری 2000ء)

## چند اصولی باتیں

فروع میں مخالف امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے اور بطورِ خاص نمازِ وتر پڑھنے کے جواز وعدمِ جواز کے مسئلہ کو سمجھنے سے پہلے چند اُصول ذکر کئے جاتے ہیں، جن کو ملحوظ رکھنے کے نتیجہ میں آنے والے اصل مسئلہ کو سمجھنے میں ان شاء اللہ تعالیٰ آسانی رہے گی۔

### (۱)......فروع میں مخالف امام کی اقتداء کی مختلف صورتیں

پہلا اصول فروع میں مخالف امام کی اقتداء سے متعلق ہے، تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ فقہائے کرام کا اس

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رکھنے والے اہلِ علم حضرات کی طرف سے اجتماعیت قائم کئے بغیر اپنے اپنے طور پر اس طرح کے مسائل میں اجتہاد اور اپنی رائے قائم کرنے کا سلسلہ ہر دور میں جاری رہا ہے، اور مجتہد کو دوسرے کا پابند کرنا، خواہ وہ دوسرا مجتہد ہی کیوں نہ ہو، یہ فقہائے کرام کی تصریح کے خلاف ہے، اور ہر مسئلہ میں اجتماعیت کا پیدا کرنا ممکن بھی نہیں، اسی طرح دوسرے حضرات کی رائے کا اس کے مطابق ہونا بھی ضروری نہیں، پھر دوسروں سے مشاورت تحریراً وتقریراً مختلف طریقوں سے ممکن ہے، سب کے لئے اجتماعی مجلس قائم کر کے ہم آہنگی پیدا کرنے کا طریقہ نہ ضروری ہے اور نہ ہی عام طور پر متوقع ہے۔ محمد رضوان۔

ذکر الحنفية، والمالكية، والشافعية، والحنابلة أنه لا يقلد المجتهد مجتهدا غيره، لأن القدرة على الاجتهاد تمنع من التقليد. ومن علم أدلة القبلة لا يجوز له أن يقلد غيره مطلقا، وأما غير المجتهد فعليه أن يقلد المجتهد، لقوله تعالى :(فاسألوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون)

وإذا كان هناك أكثر من مجتهد فالمقلد له أن يختار أحدهم، والأولى أن يختار من يثق به أكثر من غيره (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴ ص ۷۲، ۷۳، مادة "استقبال")

أما إن أخبره عن اجتهاد فلا يقلده؛ لأن المجتهد لا يقلد مجتهدا آخر (الفقه الاسلامی وادلتهٔ للزحيلي، ج ۱ ص ۶۷۵، الباب الثانی، الفصل الثانی)

المجتهد لا يقلد مجتهدا آخر (مجمع الانهر، ج ۱ ص ۸۳، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ جو شخص اہلُ السنۃ والجماعۃ میں سے ہو، اور فروعی اختلاف رکھتا ہو، اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا درست ہے، جبکہ وہ امام وضو اور نماز کے اختلافی مسائل میں اس مقتدی کے مسلک کی رعایت کرکے نماز پڑھائے۔ ۱

اسی طرح فروعی مسائل میں اختلاف رکھنے والے امام کی اقتداء میں اس صورت میں بھی نماز پڑھنا درست ہے، جبکہ مقتدی کے علم میں امام کی طرف سے کوئی ایسی بات نہ آئے کہ جس کی وجہ سے مقتدی کے نزدیک نماز فاسد ہوجاتی ہو۔ ۲

اور اگر مقتدی کے علم میں امام کی طرف سے کوئی ایسی بات آجائے کہ جو مقتدی کے نزدیک نماز صحیح ہونے کے لئے مانع ہے، لیکن امام کے نزدیک نماز صحیح ہونے کے لئے مانع نہیں، تو مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک راجح قول کے مطابق اور شافعیہ کی ایک روایت کے مطابق اور بعض مشائخِ حنفیہ کے نزدیک اس صورت میں مقتدی کی نماز صحیح ہوجاتی ہے۔ ۳

---

۱ الاقتداء بمن يخالفه فى الفروع :لا خلاف بين الفقهاء فى صحة الاقتداء بإمام يخالف المقتدى فى الفروع، إذا كان الإمام يتحامى مواضع الخلاف، بأن يتوضأ من الخارج النجس من غير السبيلين كالفصد مثلا، ولا ينحرف عن القبلة انحرافا فاحشا، ويراعى الدلک والموالاة فى الوضوء ، والطمأنينة فى الصلاة(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۶ ص ۳۶، مادة "اقتداء")

۲ وكذلک يصح الاقتداء بإمام مخالف فى المذهب إذا كان لا يعلم منه الإتيان بما يفسد الصلاة عند المقتدى بيقين، لأن الصحابة والتابعين ومن بعدهم من المسلمين لم يزل بعضهم يقتدى ببعض مع اختلافهم فى الفروع، ولما فيه من وحدة الصف وقوة المسلمين(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۶ ص ۳۶، مادة "اقتداء")

۳ البتہ مالکیہ کے نزدیک اگر امام نے ایسا رکن ترک کردیا، جو مقتدی کے گمان کے مطابق نماز میں داخل تھا، تو پھر مقتدی کی نماز درست نہیں ہوگی۔

أما إذا علم المقتدى أن الإمام أتى بمانع لصحة الصلاة فى مذهب المأموم، وليس مانعا فى مذهبه، كترک الدلک والموالاة فى الوضوء ، أو ترک شرطا فى الصلاة عند المأموم، فقد صرح المالكية والحنابلة -وهو رواية عند الشافعية -بصحة الاقتداء ، لأن المعتبر فى شروط الصلاة مذهب الإمام لا المأموم، ما لم يكن المتروک ركنا داخلا فى الصلاة عند المالكية، كترک الرفع من الركوع (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۶ ص ۳۶،۳۷، مادة "اقتداء")

لو فعل الإمام ما يسوغ عنده، وهو عند المأموم يبطل الصلاة، مثل أن يفتصد ويصلى ولا يتوضأ، أو يمس ذكره، أو يترک البسملة، وهو يعتقد أن صلاته تصح مع ذلک، والمأموم يعتقد أنها لا تصح مع ذلک، فجمهور العلماء على صحة صلاة المأموم، كما هو مذهب مالک وأحمد فى أظهر الروايتين، بل فى أنصهما عنه .وهو أحد الوجهين فى مذهب الشافعى، اختاره القفال وغيره.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اورشافعیہ کے اصح یعنی صحیح تر قول کے پیشِ نظر اگر امام نے کسی ایسے عمل کا ارتکاب کیا، کہ جو امام کے گمان کے مطابق تو نماز فاسد ہونے کا سبب نہیں تھا،لیکن مقتدی کے گمان کے مطابق نماز فاسد ہونے کا سبب تھا، تو مقتدی کی نماز درست نہیں ہوگی۔ ۱؎

اور حنفیہ کے اصح یعنی صحیح تر قول کے مطابق جو اکثر مشائخِ حنفیہ کا قول بھی ہے، وہ یہ ہے کہ اگر مقتدی کو اس بات کا یقین ہو کہ امام نے کوئی ایسی چیز ترک کردی ہے، جو مقتدی کے گمان کے مطابق فرض تھی، یا اس کی طرف سے ایسے فعل کا صدور ہوگیا ہے، جو مقتدی کے گمان کے مطابق نماز کے لئے فساد کا باعث تھا، اگرچہ امام کے گمان کے مطابق وہ چیز نہ تو فرض تھی، اور نہ ہی نماز کے فساد کا باعث تھی،تو مقتدی کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔ ۲؎

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ واستدل الإمام أحمد لهذا الاتجاه بأن الصحابة -رضوان الله عليهم -كان يصلى بعضهم خلف بعض على اختلافهم فى الفروع .وأن المسائل الخلافية لا تخلو إما أن يصيب المجتهد فيكون له أجران :أجر اجتهاده وأجر إصابته، أو أن يخطء فله أجر واحد وهو أجر اجتهاده، ولا إثم عليه فى الخطأ(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٦ ،ص٢٨ ،ماده،اقتداء )

واختارالهندوانى وجماعة منهم صاحب النهاية عموم الجوازلان اعتقادالامام انه ليس فى الصلاة ولابناء على المعدوم (غنية المستملى فى شرح منية المصلى المعروف حلبى كبير صفحه٥١٦ ،فصل فى الامامة)

۱؎ وفى الأصح عند الشافعية لا يصح الاقتداء اعتبارا بنية المقتدى، لأنه يعتقد فساد صلاة إمامه، فلا يمكن البناء عليه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٦، ص٣٧، مادة "اقتداء")

۲؎ ملحوظ رہے کہ اگر امام اور مقتدی کا مذہب مختلف ہونے کی وجہ سے دونوں کے زعم میں فرق ہو تو مقتدی کی نماز کی صحت وفسادامام کے زعم پر مبنی ہوگی، یا مقتدی کے زعم پر یا پھر دونوں کے زعم متفق ہونے پر، مثلاً ایک کے زعم میں نماز درست ہو اور دوسرے کے زعم میں نماز فاسد ہو تو آیا اس سلسلہ میں مقتدی کے زعم کا اعتبار ہے یا امام کے یا پھر دونوں کے۔

اس بارے میں مشائخِ حنفیہ کے مذکورہ تینوں قول پائے جاتے ہیں، امام یا مقتدی کے زعم معتبر ہونے کے دونوں قولوں کی تصحیح کی گئی ہے۔

لیکن ان میں سے اصح اور اکثر مشائخِ احناف کا قول یہ ہے کہ مقتدی کے زعم کا اعتبار ہے، جس کو قاضی خان، صاحبِ ہدایہ، صاحبِ درِّمختار، علامہ ابنِ ہمام، صاحبِ عنایہ، صاحبِ حلبی کبیر، علامہ حموی، صاحبِ طحطاوی علی الدر، صاحبِ بحر، صاحبِ محیط البرہانی اور علامہ شامی وغیرہ نے اختیار کیا ہے، اور اسی قول کو پہلے ہم نے ترجیح دی تھی۔

جبکہ امام کی رائے معتبر ہونے کا قول ہندوانی، صاحبِ نہایہ اور ایک جماعت کا ہے، جس کو بعض متاخرینِ مشائخِ حنفیہ نے اختیار کیا ہے، جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

(قوله وصحة صلاة إمامه) فلو تبين فسادها فسقا من الإمام أو نسيانا لمضى مدة المسح أو لوجود الحدث أو غير ذلک لم تصح صلاة المقتدى لعدم صحة البناء ؛ وكذا لو كانت صحيحة فى زعم الإمام فاسدة فى زعم المقتدى لبنائه الفاسد فى زعمه فلا يصح، وفيه خلاف وصحح كل .أما لو فسدت فى زعم الإمام وهو لا يعلم به وعلمه المقتدى صحت فى قول الأكثر وهو الأصح لأن المقتدى يرى جواز صلاة إمامه والمعتبر فى حقه رأى نفسه رحمتى (ردالمحتار، ج ١ ص ٥٥١، باب الامامة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور بہت سے مشائخ احناف کے فتاویٰ اسی مقتدی کے گمان کے قول کے مطابق ہیں۔ (جاری ہے……)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾(قوله وصحة صلاة إمامه فى رأيه) لأن العبرة لرأى المأموم صحة وفسادا على المعتمد؛ فلو اقتدى بشافعى مس ذكره أو امرأة صحت لا لو خرج منه دم ط وسيأتى بيانه فى باب الوتر(ردالمحتار، ج ا ص ۴۵۰، کتاب الصلاة،، باب صفة الصلاة، مطلب قد يطلق الفرض على مايقابل الركن)

واما الاقتداء بالمخالف فى الفروع كالشافعى فيجوزمالم يعلم منه مايفسدالصلاة علىٰ اعتقاد المقتدى عليه الاجماع…………اما لوعلم منه المقتدى مايفسد الصلاة فى اعتقادالامام كمالورأى الشافعى مس ذكره اوامرأة ثم صلىٰ ولم يتوضأهل يجوزالاقتداء به فالاكثرعلىٰ انهٔ يجوزوهو الاصح واختارالهندوانى وجماعة منهم صاحب النهاية عموم الجواز لان اعتقادالامام انه ليس فى الصلاة ولابناء على المعدوم قلناالمقتدى يرى جوازهاوالمعتبرفى حقه رأى نفسه لارأى غيره ،والله اعلم(غنية المستملى فى شرح منية المصلى المعروف حلبى كبير صفحه۵۱۶،فصل فى الامامة)

وظاهر الهداية أن الاعتبار لاعتقاد المقتدى ولا اعتبار لاعتقاد الإمام حتى لو شاهد الحنفى إمامه الشافعى مس امرأة ولم يتوضأ ثم اقتدى به فإن أكثر مشايخنا قالوا يجوز وهو الأصح كما فى فتح القدير وغيره وقال الهندوانى وجماعة لا يجوز ورجحه فى النهاية بأنه يصل لما أن زعم الإمام أن صلاته ليست بصلاة فكان الاقتداء حينئذ بناء الموجود على المعدوم فى زعم الإمام وهو الأصل فلا يصح الاقتداء اهـ.

ورد بأن المقتدى يرى جوازها والمعتبر فى حقه رأى نفسه لا غيره

وأيضا ينبغى حمل حال الإمام على التقليد لأبى حنيفة حملا لحال المسلم على الصلاح ما أمكن فيتحد اعتقادهما وإلا لزم منه تعمد الدخول فى الصلاة بغير طهارة على اعتقاده وهو حرام إلا أن تفرض المسألة أن المأمور علم به والإمام لم يعلم بذلك كما ذكره الشارح فيقتصر على الجواب الأول(البحرالرائق ،ج۲ص۵۰، ۵۱،کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

(قوله وقال الهندوانى وجماعة لا يجوز) أى بناء على أن المعتبر عندهم هو رأى الإمام قال فى النهر وعلى هذا فيصح الاقتداء وإن لم يحتط اهـ.

وظاهره الجواز وإن ترك بعض الأركان والشرائط عندنا لكن ذكر العلامة نوح أفندى فى حواشى الدرر أن من قال إن المعتبر فى جواز الاقتداء بالمخالف رأى الإمام عند جماعة منهم الهندوانى أراد به رأى الإمام والمأموم معا لا رأى الإمام فقط كما فهمه بعض الناس فإن الاختلاف فى اعتبار رأى الإمام لا فى اعتبار رأى المأموم فإن اعتبار رأيه فى الجواز وعدمه متفق عليه ثم قال فالحنفى المقتدى إذا رأى فى ثوب الشافعى الإمام منيا لا يجوز له الاقتداء به اتفاقا لأن المنى نجس على رأى الحنفى وإذا رأى فى ثوبه نجاسة قليلة يجوز له الاقتداء عند الجمهور ولا يجوز عند البعض لأن النجاسة القليلة مانعة على رأى الإمام والمعتبر رأيهم . اهـ .ولكن ليتأمل هذا مع ما مر من تجويز الرازى اقتداء الحنفى بمن يسلم من الركعتين فى الوتر بناء على أنه لم يخرجه هذا السلام فى اعتقاده مع أنه فى رأى المؤتم قد خرج فليحرر(منحة الخالق عليالبحرالرائق ،ج۲ص۵۱،کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

ولو علم المقتدى من الإمام ما يفسد الصلاة على زعم الإمام كمس المرأة والذكر، وما أشبه ذلك والإمام لا يدرى بذلك تجوز صلاته على رأى الأكثر، وقال بعضهم لا يجوز منهم الهندوانى لأن الإمام يرى بطلان هذه الصلاة فتبطل صلاة المقتدى تبعا له وجه الأول وهو الأصح أن المقتدى يرى جواز صلاة إمامه، والمعتبر فى حقه رأى نفسه فوجب القول بجوازها(تبيين الحقائق، جلد۱ ص۱۷۱، باب الوتر والنوافل)

Idara Ghufran

**کیا آپ جانتے ہیں؟**

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

# قبر پر ہاتھ اُٹھا کر دُعاء کرنے کا حکم (قسط ا)

آج کل بہت سے عوام اور اہلِ علم میں زیارتِ قبور کے وقت یعنی قبرستان جا کر یا قبر کے قریب کھڑے ہو کر دعاء کرتے وقت ہاتھ اٹھانے نہ اٹھانے اور ہاتھ اٹھانے کی صورت میں اپنا رُخ قبلہ کی طرف کیا جائے یا قبر کی طرف کیا جائے؟ ان مختلف پہلوؤں سے یہ مسئلہ زیرِ بحث رہتا ہے، بعض اہلِ علم حضرات کی خواہش پر اس کی تحقیق کی گئی، جو ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔

---

## قرآن مجید میں فوت شدہ مومنوں کی دعائے مغفرت کا ذکر

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ (سورة الحشر، رقم الآية ۱۰)

ترجمہ: اے ہمارے رب! مغفرت فرما دیجئے ہماری، اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گزر چکے ہیں، اور نہ کیجئے ہمارے دلوں میں کھوٹ ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے، اے ہمارے رب! بے شک آپ رؤوف ہیں، رحیم ہیں (سورہ حشر)

اس آیت میں اپنے لئے مغفرت کی دعاء کرنے کے ساتھ ساتھ فوت شدہ مومنوں کے لئے بھی مغفرت کی دعاء کرنے کا ذکر آیا ہے، جس سے فوت شدہ مومنوں کے لئے مغفرت کی دعاء کا ثبوت ہوا۔

اور اس آیت میں اگرچہ فوت شدہ مومن کی قبر پر اس کی مغفرت کے لئے دعاء کی قید نہیں، لیکن اولاً تو یہ حکم عام ہے، جس میں فوت شدہ مومن کی قبر پر اس کی مغفرت کی دعاء کرنا بھی داخل ہے، دوسرے احادیث میں مومن کی قبر پر دفن کے بعد اور اس کے بعد دوسرے اوقات میں قبر پر یا قبرستان میں مغفرت کی دعاء کرنے کا صراحتاً ذکر آیا ہے۔

## دفن کے بعد دعاء واستغفار کے حکم سے متعلق حدیث

چنانچہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: اِسْتَغْفِرُوْا لِأَخِيْكُمْ، وَسَلُوْا لَهُ بِالتَّثْبِيْتِ، فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ (سنن أبی داود) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفن کرکے فارغ ہوجاتے تھے، تو وہاں ٹھہر کر یہ فرمایا کرتے تھے کہ تم اپنے بھائی کے لئے مغفرت کی دعاء کرو، اور اس کے لئے ثابت قدم رہنے کا سوال (یعنی دعاء) کرو، کیونکہ اس سے اس وقت سوال کیا جارہا ہے (ابوداؤد)

اس حدیث سے خصوصیت کے ساتھ مومن کو دفن کرنے کے بعد اس کی قبر پر کھڑے ہوکر اس کے لئے مغفرت اور ثابت قدمی کی دعاء کرنا معلوم ہوا۔ [2]

---

[1] رقم الحدیث ۳۲۲۱، کتاب الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للمیت.
قال شعیب الارنؤوط: إسنادہ حسن (حاشیة ابی داؤد)

[2] اوراس موقع پر بعض اہلِ علم حضرات نے اپنے چہرہ کا رُخ میت کی طرف کرکے دعاء کرنے کا استحباب بیان فرمایا ہے، لیکن قبلہ کی طرف رُخ کرنے کا قول بھی ہے، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

(كان إذا فرغ من دفن الميت) أى المسلم قال الطيبى :والتعريف للجنس وهو قريب من النكرات (وقف عليه) أى على قبره هو وأصحابه صفوفا (فقال استغفروا لأخيكم) فى الإسلام (وسلوا له التثبيت) أى اطلبوا له من الله تعالى أن يثبت لسانه وجنانه لجواب الملكين قال الطيبى :ضمن سلوا معنى الدعاء كما فى قوله تعالى (سأل سائل) أى ادعوا الله له بدعاء التثبيت أى قولوا ثبته الله بالقول الثابت (فإنه) الذى رأيته فى أصول صحيحة قديمة من أبى داود بدل هذا ثم سلوا له التثبيت (فهو الآن يسأل) أى يسأله الملكان منكر ونكير فهو أحوج ما كان إلى الاستغفار وذلك لكمال رحمته بأمته ونظره إلى الإحسان إلى ميتهم ومعاملته بما ينفعه فى قبره ويوم معاده قال الحكيم :الوقوف على القبر وسؤال التثبيت للميت المؤمن فى وقت دفنه مدد للميت بعد الصلاة لأن الصلاة بجماعة المؤمنين كالعسكر له اجتمعوا بباب الملك يشفعون له والوقوف على القبر بسؤال التثبيت مدد العسكر وتلك ساعة شغل المؤمن لأنه يستقبله هول المطلع والسؤال وفتنته فيأتيه منكر ونكير وخلقهما لا يشبه خلق الآدميين ولا الملائكة ولا الطير ولا البهائم ولا الهوام بل خلق بديع وليس فى خلقهما أنس للناظرين جعلهما الله مكرمة للمؤمن لتثبته ونصرته وهتكا لستر المنافق فى البرزخ من قبل أن يبعث حتى يحل عليه العذاب وإنما كان مكرمة للمؤمن لأن العدو لم ينقطع طمعه بعد فهو يتخلل السبيل إلى أن يجىء إليه فى البرزخ ولو لم يكن للشيطان عليه سبيل هناك ما أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بالدعاء بالتثبيت وقال النووى :قال الشافعى والأصحاب :يسن عقب دفنه أن يقرأ عنده من القرآن فإن ختموا القرآن كله فهو أحسن قال :ويندب أن يقرأ على القبر بعد الدفن أول البقرة وخاتمتها وقال المظهر :فيه دليل على أن الدعاء نافع للميت وليس فيه دلالة على التلقين عند الدفن كما هو العادة لكن قال النووى :اتفق كثير من أصحابنا على ندبه قال الآجرى فى النصيحة :يسن الوقوف بعد الدفن قليلا والدعاء للميت مستقبل وجهه بالثبات فيقال اللهم هذا عبدك وأنت أعلم به منا ولا نعلم منه إلا خيرا وقد أجلسته تسأله اللهم فثبته بالقول الثابت فى الآخرة كما ثبته فى الدنيا اللهم ارحمه وألحقه بنبيه ولا تضلنا بعده ولا تحرمنا أجره اهـ (فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ٦٧٥٧)

Idara Ghufran

اور یہاں استغفار اور ثابت قدمی کے سوال سے مراد اللہ تعالیٰ سے اس بندہ کی مغفرت اور سوال وجواب میں سہولت کے حصول کو طلب کرنا ہے، اس لئے یہ دعاء کے مفہوم میں داخل ہے۔ ۱؎

فقہائے کرام نے مذکورہ حدیث سے استدلال کرتے ہوئے تدفین کے بعد قبر پر کچھ دیر تک حاضرین کو دعاء کے لئے ٹھہرنے کو مستحب قرار دیا ہے۔ ۲؎

---

۱؎ الاستغفار والتوبة يشتركان فى أن كلا منهما رجوع إلى الله سبحانه، كذلك يشتركان فى طلب إزالة ما لا ينبغى، إلا أن الاستغفار طلب من الله لإزالته .والتوبة سعى من الإنسان فى إزالته. وعند الإطلاق يدخل كل منهما فى مسمى الآخر، وعند اقترانهما يكون الاستغفار طلب وقاية شر ما مضى والتوبة الرجوع وطلب وقاية شر ما يخافه فى المستقبل من سيئات أعماله، ففى التوبة أمران لا بد منهما :مفارقة شىء ، والرجوع إلى غيره، فخصت التوبة بالرجوع والاستغفار بالمفارقة، وعند إفراد أحدهما يتناول كل منهما الآخر .وعند المعصية يكون الاستغفار المقرون بالتوبة عبارة عن طلب المغفرة باللسان، والتوبة عبارة عن الإقلاع عن الذنب بالقلب والجوارح .

ب -الدعاء :كل دعاء فيه سؤال الغفران فهو استغفار .إلا أن بين الاستغفار والدعاء عموما وخصوصا من وجه، يجتمعان فى طلب المغفرة، وينفرد الاستغفار إن كان بالفعل لا بالقول، كما ينفرد الدعاء إن كان بطلب غير المغفرة(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴ص ۳۵، مادة " استغفار")

۲؎ اور ہاتھ اٹھانا دعاء کے آداب میں سے ہے، اس لئے اگر اس موقع پر ہاتھ اٹھائے بغیر دعاء کرے، تو حرج کی بات نہیں، اور کوئی ہاتھ اٹھائے تو بھی جائز بلکہ حدیث سے ثابت ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

صرح جمهور الفقهاء بأنه يستحب أن يجلس المشيعون للميت بعد دفنه لدعاء وقراء ة بقدر ما ينحر الجزور، ويفرق لحمه لما روى أن النبى صلى الله عليه وسلم كان إذا فرغ من دفن الميت وقف عليه، فقال : استغفروا لأخيكم وسلوا له التثبيت، فإنه الآن يسأل.وكان ابن عمر رضى الله عنهما يستحب أن يقرأ على القبر بعد الدفن أول سورة البقرة وخاتمتها، ولما روى أن عمرو بن العاص رضى الله تعالى عنه لما حضرته الوفاة قال :اجلسوا عند قبرى قدر ما ينحر جزور ويقسم، فإنى أستأنس بكم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۱ ص ۲۰، مادة"دفن")

ويستحب حثيه من قبل رأسه ثلاثا،وجلوس ساعة بعد دفنه لدعاء وقراء ة بقدر ما ينحر الجزور ويفرق لحمه(الدر المختار)

(قوله :وجلوس إلخ) لما فى سنن أبى داود كان النبى -صلى الله عليه وسلم -إذا فرغ من دفن الميت وقف على قبره وقال :استغفروا لأخيكم واسألوا الله له التثبيت فإنه الآن يسأل وكان ابن عمر يستحب أن يقرأ على القبر بعد الدفن أول سورة البقرة وخاتمتها .وروى أن عمرو بن العاص قال وهو فى سياق الموت :إذا أنا مت فلا تصحبنى نائحة ولا نار، فإذا دفنتمونى فشنوا على التراب شنا، ثم أقيموا حول قبرى قدر ما ينحر جزور، ويقسم لحمها حتى أستأنس بكم وأنظر ماذا أراجع رسل ربى جوهرة(رد المحتار على الدر المختار، ج۲،ص۲۳۷،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة)

ويستحب الدعاء له عند القبر بعد دفنه واقفا(الإقناع فى فقه الإمام أحمد بن حنبل، ج ۱ ص ۲۳۲، كتاب الجنائز،فصل ويسن أن يدخل قبره من عند رجليه)

Idara Ghufran

## قبرستان میں داخل ہونے والے کو دعائے مغفرت کی احادیث

اس کے علاوہ عام مواقع پر بھی زیارتِ قبور کے وقت اور قبرستان میں داخل ہونے والے کو میت کے لئے عذاب وغیرہ سے سلامتی اور دعائے مغفرت کا کئی احادیث میں ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوْا إِلَى الْمَقَابِرِ، كَانَ قَائِلُهُمْ يَقُوْلُ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ**(سنن ابن ماجه) [1]

ترجمہ: رسول صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو یہ تعلیم دیا کرتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں، تو کہنے والا یہ کہے کہ تم پر سلام ہو، مومنین اور مسلمین کے گھر والو، اور ہم بے شک ان شاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں، ہم اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت (یعنی تکلیف وعذاب سے سلامتی) کی دعاء کرتے ہیں (ابنِ ماجہ)

اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

**أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيه وَسَلَّم كَانَ إِذَا مَرَّ عَلَى الْقُبُوْرِ قَالَ: اَلسَّلَامُ عَلٰى دِيَارِ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ غَفَرَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ لَنَا وَلَكُمْ وَرَحِمْنَا وَإِيَّاكُمْ**(مسند البزار) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب قبروں سے گزرا کرتے تھے، تو یہ فرماتے تھے کہ سلام ہو مومنوں کی قوم کے گھروں پر، اور بے شک ہم ان شاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں، اللہ عظیم ہماری مغفرت فرمائے، اور تمہاری مغفرت فرمائے، اور ہم پر رحم فرمائے، اور تم پر رحم فرمائے (بزار)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى الْمَقْبُرَةَ، فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ**

---

[1] رقم الحديث ۱۵۴۷، كتاب الجنائز، باب ما جاء فيما يقال إذا دخل المقابر.
قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية ابنِ ماجه)

[2] رقم الحديث ۴۳۶۸، ج۱۰ ص۲۶۷، مسند بريدة بن الحصيب رضى الله عنه.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ (مسلم) ۱؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لائے، اور پھر فرمایا کہ سلام ہو تم پر مومنوں کی قوم کے گھر والو، اور بے شک ہم ان شاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں (مسلم)

ان احادیث سے مومن کی قبر پر اس کے لئے سلامتی، رحمت اور مغفرت کی دعاء کا کرنا معلوم ہوا۔ ۲؎

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيْعِ، فَيَقُوْلُ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ، وَأَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا، مُؤَجَّلُوْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ، بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ (مسلم) ۳؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب ان کے پاس رات کی باری ہوتی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصہ میں بقیع قبرستان جا کر یہ دعاء کیا کرتے تھے کہ سلام ہو تم پر مومنین کی قوم کے گھر والوں، اور تمہارے پاس کل تمہارے وعدے کی چیزیں آئیں گی، جس کی تمہارے لئے مدت مقرر کی گئی ہے، اور بے شک ہم ان شاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں، اے اللہ! بقیع قبرستان والوں کی مغفرت فرما دیجئے (مسلم)

ان احادیث سے قبرستان جا کر قبر والوں کے لئے مغفرت وسلامتی کی دعاء کا کرنا معلوم ہوا، اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ سب مومن قبرستان والوں کے لئے اجمالی دعاء بھی ایک ہی جملہ میں کافی ہو جاتی ہے۔ ۴؎

اور سلام بھی ایک جامع دعائیہ کلمہ ہے، لہٰذا یہ بھی دعاء کے مفہوم میں داخل ہے۔ ۵؎

---

۱؎ رقم الحديث ۲۴۹ "۳۹"، كتاب الطهارة، باب استحباب إطالة الغرة والتحجيل فى الوضوء.

۲؎ نسأل الله (لنا ولكم العافية) وهى الأمن من مكره (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تحت رقم الحديث ۴۵۸۳)

۳؎ رقم الحديث ۹۷۴ "۱۰۲" كتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها.

۴؎ (اللهم اغفر لأهل بقيع الغرقد) أى مقبرة المدينة، وفيه أن الدعوة الإجمالية على وجه العموم كافية (مرقاة المفاتيح، ج۴ص۱۲۵۸، باب زيارة القبور)

۵؎ والسلام يريد به التحية التى شرعها النبى صلى الله عليه وسلم لأمته والسلام بمعنى الدعاء بالسلامة من كل آفة، فإذا قلت لشخص :السلام عليك فهذا يعنى أنك تدعو له بأن الله يسلمه من كل آفة :يسلمه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اورحضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمَدِيْنَةِ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْأَثَرِ** (سنن الترمذی) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی قبروں سے گزرے، پھر ان کی طرف اپنا چہرہ کرکے یہ دعاء فرمائی کہ سلام ہو تم پر اے قبر والو! اللہ ہماری مغفرت فرمائے، اور تمہاری مغفرت فرمائے، تم ہم سے پہلے جانے والے ہو، اور ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں (ترمذی)

اس حدیث کو اگرچہ بعض حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن ترمذی کے بعض نسخوں میں اس حدیث کے حسن ہونے کا ذکر ہے۔ ۲

اورعلامہ ابنِ حجر نے بھی اس کو حسن قرار دیا ہے۔ ۳

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ من المرض من الجنون، يسلمه من شر الناس، يسلمه من المعاصي وأمراض القلوب، يسلمه من النار فهو لفظ عام معناه الدعاء للمسلم عليه بالسلامة من كل آفة (شرح رياض الصالحين، صفحه۹۵۶، كتاب السلام)

قال الحليمي :وإنما كان رد السلام فرضا وابتداؤه سنة لأن أصل التسليم أمان ودعاء بالسلامة وأنه لا يريد شرا وكل اثنين أحدهما أمن من الآخر يجب أن يكون الآخر آمنا منه فلا يجوز إذا سلم واحد على الآخر أن يسكت عنه فيكون قد أخافه وأوهمه الشر (فيض القدير للمناوي، تحت رقم حديث ۳۷۴۹)

۱ رقم الحديث ۱۰۵۳، كتاب الجنائز، باب مايقول الرجل اذا دخل المقابر.

۲ البتہ بعض نسخوں میں صرف غریب ہونے کا ذکر ہے، حسن کا ذکر نہیں، لیکن علامہ ابنِ حجر اور بعض کئی دیگر حضرات نے امام ترمذی سے حسن ہونا نقل کیا ہے۔

قال الترمذي: وفي الباب عن بريدة وعائشة حديث ابن عباس حديث حسن غريب وأبو كدينة اسمه يحيى بن المهلب وأبو ظبيان اسمه حصين بن جندب (سنن الترمذي، تحت رقم الحديث ۱۰۵۳، ج۳ ص۳۶۰، كتاب الجنائز، باب مايقول الرجل اذا دخل المقابر، مطبوعه: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي -مصر، تاريخ طبع: ۱۳۸۸ھ 1968ء، وسنن الترمذي، ج۱ ص۱۲۵، مطبوعه: فاروقي كتب خانه، لاهور)

۳ اس حدیث کی سند میں قابوس بن ابی ظبیان ہیں، جو مختلف فیہ ہیں، جس کی وجہ سے بعض حضرات نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

وقال ابن حجر: عن قابوس بن أبي ظبيان، عن أبيه، عن ابن عباس رضي الله عنهما، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه مر على القبور بالمدينة، فقال: (السلام عليكم يا أهل القبور من المؤمنين والمسلمين، أستغفر الله لنا ولكم، أنتم سلفنا ونحن على الأثر) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

بلکہ بعض حضرات نے اس کو صحیح لغیرہٖ قرار دیا ہے۔ ۱؎

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ دعاء کو قبور کی طرف اپنے چہرہ کا رُخ کر کے پڑھنے کا ذکر ہے، جس کے پیشِ نظر کئی حضرات نے اس طرح کی دعاء کو میت کی طرف اپنے چہرہ کا رُخ کر کے پڑھنے کو افضل قرار دیا ہے۔ ۲؎

چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ هذا حديث حسن .أخرجه الترمذى عن أبى كريب عن محمد بن الصلت -بفتح المهملة وسكون اللام بعدها مثناة -عن أبى كدينة، وهو بكاف ونون مصغر.

فوقع لنا عاليا بدرجتين.وقال :حسن غريب.واسم أبى كدينة يحيى بن المهلب.

قلت :واسم أبى ظبيان -وهو بفتح المعجمة المشالة وقد تكسر وسكون الموحدة بعدها تحتانية مثناة -حصين بن جندب .ورجاله رجال الصحيح غير قابوس فمختلف فيه(نتائج الأفكارفى تخريج أحاديث الأذكار،ج۵ص۲۰، باب مايقوله زائر القبور، المجلس ۴۱۵)

وقال المباركفورى:(وقال) أى الترمذى .(هذا حديث حسن غريب) فى سنده قابوس بن أبى ظبيان، وهو مختلف فيه(مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح،ج۵ص۱۶ ۵،كتاب الجنائز، باب زيارة القبور)

وقال ابن شاهين:ذكر، قابوس بن أبى ظبيان، والخلاف فيه روى ابن شاهين، أن أحمد بن حنبل قال :ليس بذاك.وقال :سئل جرير ـ يعنى ـ ابن عبد الحميد عن شيء من أحاديث قابوس، فقال :نفق قابوس، نفق وعن يحيى بن معين من رواية ابن أبى خيثمة، وعباس عنه، أنه قال :قابوس بن أبى ظبيان، ثقة .ومن رواية يزيد بن الهيثم عن يحيى أنه قال :ليس به بأس.قال أبو حفص :وهذا الخلاف فى قابوس يوجب إمضاء حديثه، لأن أحداً لم يطعن عليه، ول يبين، وقول جرير :نفق قابوس، ليس يوجب الذم، لعله قال ذلك لسرعة موته، وسؤال الناس حديثه، فيحتمل أن يكون هذا يدل على فضله .ويحيى فقد وثقه، وحديثه قريب(المختلف فيهم،لابن شاهين، ج۱،ص۶۳،باب ذكر، قابوس بن أبى ظبيان، والخلاف فيه)

۱؎ قال شعيب الارنؤوط:صحيح لغيره(حاشية سنن الترمذى، تحت رقم الحديث ۱۰۷۵، باب مايقول الرجل اذا دخل المقابر، مطبوعة: دارالرسالة العالمية،دمشق، الحجاز)

۲؎ الحديث الأول عن ابن عباس رضى الله عنهما :قوله فأقبل عليهم بوجهه(مظ) :اعلم أن زيارة الميت كزيارته فى حال حياته، يستقبله بوجهه، ويحترمه كما كان يحترمه فى الحياة، يجلس بعيدًا منه إن كان فى الحياة يجلس بعيدًا منه، وقريبًا منه إن كان قريبًا منه .وقدم مغفرة الله له على مغفرته للميت إعلامًا بتقديم دعاء الحى على الميت .والحاضر على الغائب(شرح الطيبى على مشكاة المصابيح،ج۴ص۱۴۳۵، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور،الفصل الثانى)

(وعن ابن عباس رضى الله عنهما قال :مر رسول الله -صلى الله عليه وسلم -بقبور بالمدينة، فأقبل عليهم بوجهه) ضمير المذكرين العقلاء باعتبار من فيها من الأموات بتغليبهم على من سواهم .ويؤخذ منه سن استقبال وجه الميت بوجه الزائر حال السلام عليه، وظاهر الحديث استمرار ذلك حال الدعاء أيضا وعليه العمل كما قالوه، لكن السنة عندنا أنه حال الدعاء يستقبل القبلة كما علم ذلك من أحاديث أخرى فى مطلق الدعاء ، وقدمت على هذا الحديث لاحتمال أنه إنما أقبل بوجهه حال السلام(دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تحت رقم الحديث ۵۸۴، باب استحباب زيارة القبور للرجال)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَفِيْـهِ دَلَالَةٌ عَـلٰى أَنَّ الْمُسْتَحَبَّ فِيْ حَالِ السَّلَامِ عَلَى الْمَيِّتِ أَنْ يَّكُوْنَ وَجْهُهٗ لِوَجْـهِ الْـمَيِّتِ، وَأَنْ يَسْتَـمِـرَّ كَـذٰلِكَ فِـي الـدُّعَاءِ أَيْضًا، وَعَلَيْهِ عَمَلُ عَامَّةِ الْـمُسْـلِـمِيْـنَ خِلَافًا لِمَا قَالَـهُ ابْنُ حَجَرٍ: مِنْ أَنَّ السُّنَّةَ عِنْدَنَا أَنَّـهٗ حَالَةَ الدُّعَاءِ يَسْتَـقْبِـلُ الْقِبْـلَةَ، كَـمَا عُلِمَ مِنْ أَحَادِيْثَ أُخَرَ فِيْ مُطْلَقِ الدُّعَاءِ، اهـ . وَفِيْهِ أَنَّ كَثِيْرًا مِّنْ مَوَاضِعِ الدُّعَاءِ وَقَعَ اِسْتِقْبَالُـهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ مِنْهَا مَـا نَـحْـنُ فِيْـهِ، وَمِـنْهَا حَالَةُ الطَّوَافِ وَالسَّعْيِ، وَدُخُوْلُ الْمَسْجِدِ، وَخُرُوْجُهٗ، وَحَـالُ الْأَكْـلِ وَالشُّرْبِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ، وَأَمْثَالُ ذٰلِكَ، فَيَتَعَيَّنُ أَنْ يَّقْتَصِرَ الْاِسْتِـقْبَـالُ وَعَـدَمُـهٗ عَـلَـى الْـمَوْرِدِ إِنْ وُجِدَ وَإِلَّا فَخَيْرُ الْمَجَالِسِ مَا اِسْتَقْبَلَ الْـقِبْـلَةَ كَمَا وَرَدَ بِهِ الْخَبَرُ، وَأَمَّا مَا فَعَلَـهٗ بَعْضُ السَّلَفِ بَعْدَ الزِّيَارَةِ النَّبَوِيَّةِ مِنِ اسْتِـقْـبَـالِ الْقِبْلَةِ لِلْأَدْعِيَةِ فَهُوَ أَمْرٌ زَائِدٌ (مـرقـاة الـمفاتيح ،ج۴ص۱۲۵۷،کتاب الجنائز ، باب زيارة القبور)

ترجمہ: اور اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ میت پر سلام کے وقت مستحب یہ ہے کہ اس کا چہرہ میت کے چہرہ کی طرف ہو، اور دعاء میں بھی یہی کیفیت برقرار رہے، اور اسی پر عامۃ المسلمین کا عمل ہے، لیکن علامہ ابنِ حجر کا قول اس کے خلاف ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک دعاء کی حالت میں قبلہ کا استقبال کرنا سنت ہے (یعنی سنتِ مستحبہ ہے) جیسا کہ دوسری احادیث سے مطلق دعاء کے متعلق معلوم ہو چکا۔ لیکن علامہ ابنِ حجر کے قول پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دعاء کے بہت سے مواقع ایسے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ قبلہ کے علاوہ دوسری طرف واقع ہوا، جن میں سے ایک موقع یہ قبر پر سلام و دعاء کرنے کا بھی ہے، اور ان میں سے ایک موقع طواف اور سعی کا بھی ہے، اور مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کا بھی ہے، اور کھانے اور پینے کی حالت بھی ہے، اور عیادتِ مریض کا موقع بھی ہے، اور اس جیسے اور بھی مواقع ہیں۔ پس یہ بات متعین ہوگئی کہ قبلہ کی طرف رخ کرنے اور نہ کرنے کا دارومدار اُس کے متعلق وارِدشدہ حالت پر رکھا گیا ہے، اگر رخ کی تعیین پائی جائے تو فبہا، ورنہ تو بہترین نشست وہ ہے، جس میں قبلہ کا رخ ہو، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے، اور بعض سلف کا جو یہ فعل آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد دعاء کے لئے قبلہ کا استقبال کیا جائے، تو وہ ایک زائد معاملہ ہے (مرقاۃ)

(جاری ہے............)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عبرت کدہ (حضرت آدم علیہ السلام: قسط۱۰) مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

# حضرت آدم کی اولاد

جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے، تو آپ کا لباس بھیڑ کی اون کا تھا، جس کو ذبح کرنے کے بعد اس کی کھال کی اون سے آپ نے اپنے لئے جبہ اور حضرت حوا کے لئے لباس تیار فرمایا۔

جہاں تک اولاد کا تعلق ہے، تو اس بارے میں مفسرین کی آراء مختلف ہیں کہ کیا حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد جنت ہی میں پیدا ہوگئی تھی، یا جنت سے نکلنے کے بعد دنیا میں تشریف لانے کے بعد؟

بعض مفسرین کے مطابق قابیل اور اس کی بہن کی ولادت جنت میں ہوئی تھی، اور دوسرے بھائی ہابیل کی ولادت دنیا میں ہوئی تھی۔ [1]

زمین پر آباد ہونے کے بعد احادیث کے مطابق حضرت آدم وحوا کے بیک وقت دو اولادیں پیدا ہوتی تھیں ایک لڑکا اور ایک لڑکی، ایک مرتبہ جڑواں پیدا ہونے والے لڑکی اور لڑکے کا نکاح اگلی مرتبہ پیدا ہونے والے لڑکے اور لڑکی سے کیا جاتا تھا۔

اور ان کے حق میں ضرورت کی وجہ سے الگ الگ پیدائش کو الگ نسب کے قائم مقام سمجھا جاتا تھا۔ [2]

---

[1] وقال محمد بن إسحاق عن بعض أهل العلم بالكتاب الأول: إن آدم كان يغشى حواء في الجنة قبل أن يصيب الخطيئة فحملت بقابيل وأخته فلم تجد عليهما وحما ولا وصبا ولا طلقا ولم تر دما وقت الولادة فلما هبط إلى الأرض تغشاها فحملت بهابيل وتوأمته فوجدت عليهما الوحم والوصب والطلق والدم وكان إذا كبر أولاده زوج غلام هذا البطن جارية بطن أخرى وكان الرجل منهم يتزوج أية أخواته شاء غير توأمته التي ولدت معه لأنه لم يكن يومئذ نساء إلا أخواتهم (تفسير الخازن، ج۲ ص۳۲، سورة المائدة)

وكان أول كسوتهما من شعر الضأن: جزاه ثم غزلاه، فنسج آدم له جبة، ولحواء درعا وخمارا.

واختلفوا: هل ولد لهما بالجنة شيء من الأولاد؟ فقيل: لم يولد لهما إلا في الأرض، وقيل بل ولد لهما فيها، فكان قابيل وأخته ممن ولد بها. والله أعلم.

وذكروا أنه كان يولد له في كل بطن ذكر وأنثى، وأمر أن يزوج كل ابن أخت أخيه التي ولدت معه، والآخر بالأخرى وهلم جرا، ولم يكن تحل أخت لأخيها الذي ولدت معه (قصص الانبياء لابنِ كثير)

[2] جعل افتراق البطون بمنزلة افتراق النسب للضرورة (روح المعانی للآلوسی، ج۳ص۲۸۲، سورة المائدة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں یہی حکم تھا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں اس طرح نکاح جائز نہیں۔

بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت آدم وحوا کی کل اولادیں ۲۰ ولادتوں میں ۴۰ کی تعداد میں ہوئیں، پہلی ولادت میں قابیل اوران کی بہن ''اقلیما'' اور آخری ولادت میں عبدالمغیث اورام المغیث کی ہوئی۔ [1]

## ایک توجہ طلب امر

حضرت آدم وحوا علیہما السلام کی زندگی اور تاریخ کے وہ مفصل حالات وواقعات جوقرآنی آیات اور آثار وروایات کی روشنی میں ہم نے اس مضمون میں مرحلہ وار پیش کئے ہیں، اس سے انسانی ہسٹری وتاریخ کے آغاز کے متعلق جو کچھ سامنے آتا ہے، وہ یہ ہے کہ انسان کوئی لاوارث اور بے بنیاد یا بے مقصد مخلوق نہیں، اور نہ ہی بے شعوری اور محض وحشی پن سے اس کی حیات کا آغاز ہوا، اور پھر طولِ طویل زمانوں تک ارتقائی مرحلوں سے گزر کر اس میں تمدن اور سلجھاؤ آیا۔

جیسا کہ مادیین ارتقاء پرست ڈارونیوں نے انیسویں صدی سے پوری بلند آہنگی کے ساتھ ان گپاؤٹوں اور بے ہودہ یاوہ گوئیوں کا بگل بجھایا، اور ڈھنڈورا پیٹا اور ریسرچ وتحقیق کے نام پر انسانی شرف ووقار کی مٹی پلید کی، مغالطہ آمیزی کے گردوغبار نے کیا مشرق اور کیا مغرب ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا، اور پورے عالمی مطلع کو غبار آلود اور فضا کو مکدر کیا، مغالطہ آمیزی اور سائنسی رنگ میں رنگی اس فریب دہی کی یہ دھول انہوں نے اولادِ آدم کی صرف آنکھوں میں ہی نہیں، دل ودماغ میں بھی جھونکی اور ظلوم وجہول انسان جدید ریسرچ وتحقیق کے نام پر ان بے سروپا ہفوات پر ''آمنا وصدقنا'' کہتا رہا، آج مغالطے آمیزی کا یہ دھندلکا خود سائنسی ریسرچ ہی کے شعبے میں کافی حد تک چھٹ چکا ہے، اور وقت گزرنے کے ساتھ سوسال سے زیادہ عرصے تک میں انسانیت ارتقاء کے نام پر جس فریب میں مبتلا رہی، اس کی حقیقت کھلتی چلی گئی۔

لیکن ایک مومن کے لئے تو قرآن کی روشنی پہلے بھی کافی تھی، اب بھی کافی ہے، قرآن اس حوالہ سے کیا کہتا ہے، آپ نے جان لیا کہ:

---

[1] ذکر أهل العلم بالأخبار والسير أن حواء كانت تلد لآدم فی كل بطن غلاما وجارية فكان جميع ما ولدته أربعين ولدا فی عشرين بطنا أولهم قابيل وتوأمته إقليما وآخرهم عبد المغيث وتوأمته أم المغيث ثم بارک الله فی نسل آدم(تفسير الخازن، ج ۲ ص ۳۲، سورة المائدة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۱)......انسان کی ایک اصل اور حسب ونسب ہے، وہ حادثاتی بے اصل پیداوار نہیں، نہ بندر کا ہم نسل ہے۔

(۲)......انسان کا آغاز جنت سے ہوا، جو ارتقاء وترقی کا آخری زینہ ہے، دنیا میں تو وہ بعد میں تنزلی پا کر آیا ہے۔

(۳)......انسان کو دنیا میں ایک واضح مقصدِ زندگی اور لائحہ عمل اور دستورِ حیات پہلے دن ہی دے کر بھیجا گیا ہے، جب وہ دنیا میں پہلے پہل آیا۔

(۴)......انسان کو دنیا میں جب بھیجا گیا، تو انبیاء کی شکل میں رہنما بھی اس کو فراہم کئے گئے، جو ہمیشہ ان کو پاکیزہ اور بامقصد زندگی ہی سکھاتے رہے۔

(۵)......شرک وضلالت اور گمراہی دنیا میں بعد میں انسانی زندگی کے ان وقفوں میں آتی رہی، جب ایک نبی فوت ہو جاتا، اور دوسرا ابھی نہ آیا ہوتا، اس دوران دنیا شرک وضلالت اور گمراہی میں مبتلا رہتی، یہاں تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی مبعوث ہو کر اس شرک وضلالت اور گمراہی کو ختم کر دیتا۔ (جاری ہے............)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

**طب وصحت** مفتی محمد رضوان

# کچھ دھوپ اور کچھ سایہ میں بیٹھنا

احادیث میں کسی جگہ اس طرح بیٹھنے، لیٹنے یا کھڑے ہونے کی ممانعت آئی ہے کہ جسم کے بعض حصہ پر سایہ ہو، اور بعض حصہ پر دھوپ ہو، کیونکہ یہ جسم، صحت اور مزاج کے لئے نقصان دہ ہے۔

جس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يُّقْعَدَ بَيْنَ الظِّلِّ وَالشَّمْسِ** (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۳۷۲۲، بَابُ الْجُلُوسِ بَيْنَ الظِّلِّ وَالشَّمْسِ) [۱]

ترجمہ: نبی ﷺ نے منع فرمایا اس بات سے کہ سایہ اور سورج کے درمیان بیٹھا جائے (ابن ماجہ)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الْفَيْءِ، فَقُلِّصَ عَنْهُ حَتّٰى يَكُوْنَ بَعْضُهُ فِي الشَّمْسِ وَبَعْضُهُ فِي الظِّلِّ، فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْهُ** (مسند الحميدى، رقم الحديث ۱۱۷۲، مسند احمد، رقم الحديث ۸۹۷۶) [۲]

ترجمہ: ابوالقاسم (یعنی نبی) ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی سایہ میں بیٹھا ہو، پھر اس سے وہ سایہ ہٹ جائے، یہاں تک کہ اس کا بعض حصہ سورج میں اور بعض حصہ سایہ میں ہوجائے، تو اسے چاہئے کہ وہ اس جگہ سے ہٹ جائے (مسند حمیدی، مسند احمد)

اور ابوداؤد میں یہ حدیث ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

**قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الشَّمْسِ، وَقَالَ مَخْلَدٌ: فِي الْفَيْءِ فَقَلَصَ عَنْهُ الظِّلُّ، وَصَارَ بَعْضُهُ فِي الشَّمْسِ، وَبَعْضُهُ فِي الظِّلِّ فَلْيَقُمْ**(سنن ابى داود، رقم الحديث ۴۸۲۱، باب فى الجلوس بين الظل

---

[۱] قال شعيب الارنوؤط: حسن لغيره، وهذا إسناد حسن فى المتابعات والشواهد (حاشية سنن ابن ماجه)

[۲] قال شعيب الارنوؤط: حسن لغيره (حاشية مسند احمد)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

والشمس) ؎۱

ترجمہ: ابوالقاسم (یعنی نبی )ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی دھوپ میں، اورمخلد راوی نے فرمایا کہ سایہ میں بیٹھا ہو، پھراس سے وہ سایہ ہٹ جائے، یہاں تک کہ اس کا بعض حصہ سورج میں اور بعض حصہ سایہ میں ہوجائے، تو اسے چاہئے کہ وہ وہاں سے کھڑا ہوجائے (اور کسی دوسری جگہ چلا جائے)(ابوداؤد)

کچھ دھوپ اور کچھ سایہ میں بیٹھنا اگر چہ شرعی اعتبار سے گناہ نہ ہو، لیکن طبی اعتبار سے بدن کے لئے ضرر کا باعث اور مزاج کے لئے فساد کا سبب ہے، اس لئے عام حالات میں اس سے بچنا بہتر ہے۔ ؎۲

سورج کی تاثیر گرم ہوتی ہے، اور سایہ کی تاثیر ٹھنڈی ہوتی ہے، اور ایک وقت میں بدن کی حالت دو متضاد اثرات والی چیزوں سے دوچار ہوکر، صحت اور مزاج کے لئے ضرر ونقصان کا باعث بنتی ہے۔ ؎۳

نبی ﷺ کے صحابۂ کرام میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يُّجْلَسَ بَيْنَ الضِّحِّ وَالظِّلِّ، وَقَالَ: مَجْلِسُ الشَّيْطَانِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۵۴۲۱) ؎۴

ترجمہ: نبی ﷺ نے منع فرمایا اس بات سے کہ دھوپ اور سایہ میں بیٹھا جائے، اور فرمایا کہ یہ شیطان کی نشست ہے (مسند احمد)

کچھ دھوپ اور کچھ سایہ میں بیٹھنے کو شیطان کی نشست اس لئے قرار دیا گیا کہ شیطان خود اس طرح کی

---

؎۱ قال شعيب الارنوؤط: حديث حسن لغيره (حاشية سنن ابى داود)

؎۲ (إذا كان أحدكم فى الشمس فقلص) بفتحات ارتفع وزال (عنه الظل وصار بعضه فى الظل وبضعه فى الشمس فليقم) يعنى فليتحول إلى الظل ندبا لأن القعود بين الظل والشمس مضر بالبدن مفسد للمزاج لما بينته فى الشرح (التيسير بشرح الجامع الصغير، ج ۱ ، ص ۱۲۳)

؎۳ (وعن أبى هريرة -رضى الله عنه -أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -قال " :إذا كان أحدكم فى الفیء) : بفتح فسكون أى :فى ظل (فقلص) أى :ارتفع (عنه الظل) أى :بعضه وفيه تفنن (فصار بعضه فى الشمس، وبعضه فى الظل) بيان لما قبله (فليقم) أى :فليتحول منه إلى مكان آخر يكون كله ظلا أو شمسا؛ لأن الإنسان إذا قعد ذلک المقعد فسد مزاجه لاختلاف حال البدن من المؤثرين المتضادين، كذا قاله بعض الشراح، وتبعه ابن الملک، ولأنه خلاف العدالة الموجبة لاختلال الاعتدال مع أنه تشبه بمجلس المجانين، ونظيره النهى عن لبس إحدى النعلين، والأولى أن يعلل بما علله الشارع من قوله الآتى :فإنه مجلس الشيطان (مرقاة المفاتيح، ج ۷، ص ۲۹۸۳، باب الجلوس والنوم والمشى)

؎۴ قال شعيب الارنوؤط: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن (حاشية مسند احمد)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نشست کو پسند کرتا ہے،اس لئے وہ شیطانی نشست ہے،اور شیطانی فعل انسان کے لئے اچھا شمار نہیں ہوتا۔
اور یہ بھی ممکن ہے کہ شیطانی نشست اس لئے قرار دیا گیا ہو کہ اس طرح کی نشست پر شیطان ابھارتا ہے، تا کہ انسانی بدن اور مزاج کو نقصان پہنچے، اور شیطان، انسان کا دشمن ہے، اور جب بدن کو نقصان پہنچتا ہے،تو یہ دین کے کمزور ہونے کا بھی سبب بنتا ہے۔ [1]

مگر یہ حکم اس وقت ہے جب کہ کوئی کثرت سے ایسا کرے، یا اپنی عادت بنالے، اور اگر کبھی اتفاق سے ایسا ہو جائے،تو کوئی حرج کی بات نہیں۔ [2]

حضرت ابوحازم سے روایت ہے کہ:

جَاءَ أَبِيْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَامَ فِي الشَّمْسِ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَحَوَّلَ إِلَى الظِّلِّ(ابن حبان، رقم الحديث ۲۸۰۰) [3]

ترجمہ: میرے والد تشریف لائے،اور رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے،تو میرے والد دھوپ

---

[1] (إذا كان أحدكم في الفيء فقلص) أي :ارتفع الفيء (عنه فليقم، فإنه) أي :ذلك المجلس (مجلس الشيطان) الظاهر أنه على ظاهره، وقيل :إنما أضافه إليه؛ لأنه الباعث عليه ليصيبه السوء ، فهو عدو للبدن كما هو عدو للدين، ويدل عليه إطلاق قوله سبحانه :(إن الشيطان لكم عدو فاتخذوه عدوا)ويمكن أن تكون عداوته للبدن بناء على استعانته بضعف البدن على ضعف الدين (مرقاة المفاتيح، ج ۷، ص۲۹۸۳، باب الجلوس والنوم والمشى)

[2] (إذا كان أحدكم في الشمس) في رواية في الفيء (فقلص) بفتحات أي ارتفع وزال (عنه الظل وصار) أي بقي (بعضه في الظل وبعضه في الشمس فليقم) أي فليتحول إلى الظل ندبا وإرشادا لأن الجلوس بين الظل والشمس مضر بالبدن إذ الإنسان إذا قعد ذلك المقعد فسد مزاجه لاختلاف حال البدن من المؤثرين المتضادين كما هو مبين في نظائره من كتب الطب ذكره القاضي وقضيته أنه لو كان في الشمس فقلصت عنه فصار بعضه فيها وبعضه في الظل كان الحكم كذلك ثم لما خفي هذا المعنى على التوربشتي قال الحق الأبلج التسليم للشارع فإنه يعلم مالا يعلمه غيره فإن قلت هذا ينافيه خبر البيهقي عن أبي هريرة رأيت رسول الله قاعدا في فناء الكعبة بعضه في الظل وبعضه في الشمس قلت محل النهي المداومة عليه واتخاذه عادة بحيث يؤثر في البدن تأثيرا يتولد منه المحذور المذكور أما وقوع ذلك مرة على سبيل الاتفاق فغير ضار على أنه ليس فيه أنه رآه كذلك ولم يتحول وبهذا التقرير انكشف أنه لا اتجاه لما أبداه الذهبي كمتبوعه في معنى الحديث أنه من قبيل استعمال العدل في البدن كالمنهي عن المثنى في نعل واحدة (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۸۱۰)

[3] قال شعيب الارنوؤط: إسناده صحيح على شرطهما (حاشية ابن حبان)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

میں کھڑے ہوگئے، توان کورسول اللہ ﷺ نے سایہ میں منتقل ہونے کا حکم فرمایا (ابن حبان)

ممکن ہے کہ وہ صحابی کچھ دھوپ اور کچھ سایہ میں کھڑے ہوں، جو کہ صحت کے لئے مضر ہے، اس لئے نبی ﷺ نے ان کو سایہ میں منتقل ہونے کا حکم فرمایا ہو۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ گرمی کی حالت میں دھوپ میں کھڑے ہوں، جس سے جسم کو تکلیف ہوتی ہے، اس لئے نبی ﷺ نے ان کو سایہ میں منتقل ہونے کا حکم فرمایا ہو۔ [1]

اس طرح کی روایات، صحابہ وتابعین کی سندوں سے بھی مروی ہیں، جن میں کچھ دھوپ اور کچھ سایہ میں بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے، اور اس کو شیطان کی نشست قرار دیا گیا ہے۔ [2]

بہرحال عام حالات میں کچھ دھوپ اور کچھ سایہ میں کھڑا ہونا یا بیٹھنا یا لیٹنا، اگرچہ شرعی اعتبار سے فی نفسہٖ گناہ نہیں ہے، لیکن نبی ﷺ نے چونکہ اس سے منع فرمایا ہے، اس لئے مکروہ اور ناپسندیدہ طریقہ ضرور ہے،

---

[1] قال المصنف رحمه الله تعالى :(حدثنا مسدد حدثنا يحيى عن إسماعيل قال :حدثنى قيس عن أبيه: (أنه جاء ورسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب، فقام فى الشمس، فأمر به فحول إلى الظل().
أورد أبو داود حديث أبى حازم والد قيس بن أبى حازم رضى الله تعالى عنه :(أنه جاء والنبى صلى الله عليه وسلم يخطب، فجلس فى الشمس، فأمر النبى صلى الله عليه وسلم بتحويله إلى الظل) وهذا ليس فيه جلوس بين الظل والشمس؛ لأنه قال :فى الشمس، وأنه أمر بتحويله إلى الظل، ولعل ذلك بسبب أن الشمس فيها حرارة وفيها مضرة عليه، فأمر أن يتحول إلى الظل، فليس هناك ارتباط واضح بين الترجمة وما جاء فى هذه الحديث؛ لأنه ليس فيه أنه جلس بين الظل والشمس، وإنما جلس فى الشمس، ويمكن أنه جلس فى الشمس، ثم إن الظل فى طريقه إليه، وقد يترتب على ذلك أن يكون بين الشمس والظل، فأمر أن يتحول إلى الظل الذى يؤمن معه أن يصبح مجلسه بين الظل والشمس، فهذا محتمل، وإلا فإن اللفظ واضح فى أنه كان فى الشمس، والرسول صلى الله عليه وسلم أمر بتحويله إلى الظل، وقد يكون الجو حاراً وأراد أن يحصل له ما حصل لغيره من الجلوس فى الظل الذى فيه الراحة وعدم المضرة بحرارة الشمس والأرض (شرح سنن ابى داود للعباد، ج ۵۴۸، ص ۲۲، شرح حديث أبى حازم فى التحول من الشمس إلى الظل)

[2] عن الشعبى ، قال :سمعت عبد الله بن عمر يقول :القعود بين الظل والشمس مقعد الشيطان (مصنف ابن ابى شية، رقم الحديث ۲۶۴۷۸، فى القعود بين الظل والشمس)
عن قتادة ، قال :نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يقعد الرجل بين الظل والشمس (ايضاً، رقم الحديث ۲۶۴۷۹)
عن أبى هريرة ، قال :حرف الظل مقعد الشيطان (ايضاً، رقم الحديث ۲۶۴۸۰)
عن سعيد بن المسيب ، قال :حرف الظل مقيل الشيطان (ايضاً، رقم الحديث ۲۶۴۸۱)
عن عبيد بن عمير ، قال :حد الظل والشمس مقاعد الشيطان (ايضاً، رقم الحديث ۲۶۴۸۲)
عن خالد ، عن عكرمة فى الذى يقعد بين الظل والشمس :قال ذاك مقعد الشيطان (ايضاً، رقم الحديث ۲۶۴۸۳)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور بعض نقصان دہ چیزوں کا سبب بھی ہے۔ [1]

اور طبی اعتبار سے ایسا کرنا بطورِ خاص کثرت سے ایسا کرنا، یا اس کی عادت بنالینا، صحت، بدن اور مزاج کے لئے مضر ونقصان دہ ہے، جس سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہئے۔ [2]

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

---

[1] يكره الجلوس بين الضح والظل، لحديث أن النبى صلى الله عليه وسلم نهى أن يجلس بين الضح والظل وقال :مجلس الشيطان وقال ابن منصور لأبى عبد الله :يكره الجلوس بين الظل والشمس؟ قال: هذا مكروه، أليس قد نهى عن ذا؟ قال إسحاق بن راهويه :صح النهى فيه عن النبى صلى الله عليه وسلم.

قال سعيد :حدثنا سفيان عن إسماعيل بن أبى خالد عن قيس بن أبى حازم قال :رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم أبى فى الشمس فأمره أن يتحول إلى الظل.

وفى رواية عن قيس عن أبيه أنه جاء ورسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب، فقام فى الشمس، فأمر به فحول إلى الظل (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٩، ص١٦٨ و ١٦٩، مادة "ظل")

[2] قوله :(باب فى الجلوس بين الظل والشمس).

أى :أنه لا ينبغى ولا يصلح أن يجلس الإنسان فى ذلك المجلس لا ابتداءً ولا إذا كان عارضاً، وابتداء أى: لا يأتى ويتعمد أن يجلس بين الشمس والظل، وإنما يكون كله فى الشمس أو كله فى الظل، وذلك أن الجسد عندما يكون على هيئة واحدة إما حرارة أو برودة، فإنه يكون متوازناً، وأما إذا كان بعضه فى الظل وبعضه فى الشمس فإنه يتأثر بعضه فيحصل له برودة، وبعضه يحصل له حرارة، وهذا مضر، فالرسول صلى الله عليه وسلم أرشد إلى عدم فعل ذلك، وقد جاء أن الجلوس بين الشمس والظل هى جلسة الشيطان، هذا بالإضافة إلى ما يترتب على ذلك من المضرة للجسد لكون بعضه فى الشمس وبعضه فى الظل.

وقد أورد أبو داود حديث أبى هريرة رضى الله تعالى عنه، وهو يتعلق بإحدى الحالتين، فإذا كان الإنسان جالساً فى الشمس، أو جالساً فى الفىء أو الظل، ثم تقلص الظل بحيث صار بعضه فى الشمس وبعضه فى الظل، فإنه فى هذه الحال يقوم وينتقل إما إلى الشمس أو إلى الظل، بحيث يكون كله فى الشمس، أو يكون كله فى الظل، ولا يستمر على الهيئة التى هو عليها؛ لأنها جلسة الشيطان؛ ولأن فيها هذا التفاوت الذى يكون للجسد مما قد يلحق به مضرة.

وقد جاء ما يشبه ذلك من حيث إنه لا بد من فعل أحد الأمرين، وألا يكون الإنسان بينهما، فقد جاء النهى عن أن يمشى الإنسان بالنعل الواحدة، وأن الإنسان إذا انقطع شسعه فإنه لا يمشى بالنعل الثانية حتى يصلحه، بل يخلع النعل الأخرى، وذلك حتى لا يختلف التوازن، فتكون رجل لها وقاية ورجل ليس لها وقاية.

ويشبه ذلك أيضاً ما يتعلق بالقزع الذى هو حلق بعض الرأس وترك بعضه، فقد أمر النبى صلى الله عليه وسلم بحلقه كله أو تركه كله، فهذان مثالان يشبهان ما جاء فى الحديث الذى معنا، وهو الجلوس بين الظل والشمس، وأن الإنسان ينبغى أن يكون كله فى الظل أو كله فى الشمس، وكذلك إما أن ينعل رجليه جميعاً، أو يحفيهما جميعاً، وكذلك لا يحلق بعض شعر رأسه ويبقى بعضه، وإنما يحلقه كله أو يتركه كله (شرح سنن ابى داود للعباد، ج٥٤٨، ص ٢٠، شرح حديث أبى هريرة فى النهى عن الجلوس بين الظل والشمس)

Idara Ghufran

**اخبارِ ادارہ** مولانا محمد امجد حسین

# ادارہ کے شب وروز

□......۵/۱۲/۱۹/۲۶/صفرالمظفر متعلقہ مساجد میں حسب معمول جمعہ کے وعظ ومسائل کی نشستیں ہوئیں۔

□......۲۹/محرم، ۷/۱۴/۲۱/۲۸/صفر، بروز اتوار، ہفتہ وار اصلاحی مجلس دن دس تا ۱۲ بجے کے دوران حسبِ معمول منعقد ہوتی رہی۔

□......۲۹/محرم، اتوار، حضرت مدیر صاحب، سرسید چوک (ٹیپو روڈ، راولپنڈی) میں ایک دینی تقریب میں وعظ کے لئے تشریف لے گئے، قاری زاہد حسین صاحب ہمراہ تھے، بیان کے بعد قاری صاحب موصوف کے ہاں ان کے مدرسہ میں تشریف لے گئے، قاری صاحب کی طرف سے ضیافت میں شرکت کی۔

□......۲۹/محرم، اتوار، بندہ امجد کے بہنوئی مولوی مشتاق احمد صاحب طویل علالت کے بعد لاہور ڈسٹرکٹ ہسپتال میں اللہ کو پیارے ہوگئے، اسی دن تین بجے اپنے گاؤں جھنڈ یالہ (ظفروال، ضلع نارووال) میں جنازہ وتدفین ہوئی، بندہ جنازہ میں شریک ہوا، اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کو اجر وصبر عطا فرمائے۔

□......۴/صفر، جمعرات، بعد دوپہر حضرت مدیر صاحب مع چند اساتذہ، راولپنڈی کے مضافات کے ایک پارک میں تفریح وبشاشت طبع کے لئے گئے، بوقتِ عصر واپسی ہوئی۔

□......۹/صفرالمظفر، منگل، مولانا ابرار حسین ستی صاحب (سابق رفیق دارالافتاء ادارہ غفران) کے والد جناب شاہنواز صاحب کے جنازہ میں بندہ امجد اور مولانا طلحہ مدثر صاحب شریک ہوئے، اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے، پسماندگان کو اجر وصبر دے۔

□......۸/صفر تا ۱۰ صفر، شعبہ کتب کے سہ ماہی امتحانات ہوئے، ۱۰/صفر کو شعبہ حفظ کا سہ ماہی امتحان ہوا، ۱۱/صفر بروز جمعرات تعلیمی شعبہ میں تعطیل رہی۔

□......۱۱/صفر، جمعرات، حضرت مدیر صاحب اور چند اساتذۂ کرام، مولانا عبدالرؤف صدیقی صاحب (خطیب جامع مسجد الکوثر، واہ کینٹ) کے ہاں دعوت پر تشریف لے گئے، مدرسۃ البنات میں حضرت مدیر صاحب کا مختصر بیان ہوا، مولانا صدیقی صاحب کی طرف سے ظہرانہ دیا گیا، بعد ظہر مولانا صدیقی صاحب کی معیت میں سب حضرات قریبی تاریخی باغ میں بھی گئے، بعد عصر واپسی ہوئی۔

□......۱۱/صفر، ہفتہ، بعد عشاء، حضرت مدیر صاحب مع اہلِ خانہ ووالدہ صاحبہ، جناب حکیم محمد فیضان صاحب کے گھر رات کے کھانے پر مدعو تھے۔

﴿بقیہ صفحہ ۹۲ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

## اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

### دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات و واقعات، حادثات و تغیرات

21/نومبر/2014ء، بمطابق 27/محرم الحرام/1436ھ: پاکستان اور روس دفاعی تعاون بڑھانے پر معاہدے پر دستخط 22/نومبر: پاکستان: غداری کیس میں نامزد ہونے پر، وفاقی وزیر زاہد حامد نے استعفیٰ دیدیا 23/نومبر: پاکستان: لاہور، گرین ٹاؤن، تھانہ میں مبینہ تشدد سے ملزم ہلاک، اہلِ علاقہ سراپا احتجاج 24/نومبر: افغانستان: والی بال میچ کے دوران خودکش حملہ، 54افراد ہلاک 25/نومبر: پاکستان: فیصل آباد ایبولا وائرس کا پہلا مشتبہ مریض سامنے آ گیا 26/نومبر: سعودی عرب ٹریفک حادثات میں 5 پاکستانی جاں بحق 27/نومبر: پاکستان: بزرگ عالم دین ''حضرت میاں سراج احمد دین پوری'' انتقال کر گئے، نمازِ جنازہ میں لاکھوں افراد کی شرکت 28/نومبر: پاکستان: راولپنڈی: بحریہ ٹاؤن کے مکان میں گیس لیکیج کے باعث دھماکا، 4افراد زخمی 29/نومبر: پاکستان: بجلی کی قیمت میں 48 پیسے فی یونٹ کمی 30/نومبر: پاکستان: سکھر میں دہشتگردوں کی فائرنگ، جے یو آئی کے رہنما ڈاکٹر خالد محمود سومرو مسجد میں شہید یکم/دسمبر: پاکستان: پٹرول 9.66روپے، ہائی سپیڈ ڈیزل 7.12روپے، مٹی کا تیل 4.34روپے فی لٹر سستا 2/دسمبر: پاکستان: جھنگ پاک فضائیہ کا لڑا کا طیارہ دورانِ مشق گر کر تباہ 3/دسمبر: پاکستان میں کرپشن کم ہوگئی، ٹرانس پیرنسی انٹرنیشنل کے انڈیکس میں ایک درجہ بہتری 4/دسمبر: پاکستان: ایل پی جی کی قیمت میں 5روپے فی کلو کمی 5/دسمبر: پاکستان: کراچی مبینہ دہشتگرد گرفتار، مفتی شامزئی، مولانا یوسف لدھیانوی سمیت 50افراد کو قتل کرنے کا اعتراف 6/دسمبر: پاکستان: مقبوضہ کشمیر بھارتی فوجی کیمپ پر خودکش حملہ، جھڑپیں، 11اہلکار ہلاک، 8حملہ آور مارے گئے 7/دسمبر: چین نے امریکا کو پیچھے چھوڑ دیا، معاشی اعتبار سے واشنگٹن دوسرے نمبر پر آ گیا 8/دسمبر: پاکستان: پشاور موٹر سائیکل سواروں کی فائرنگ، مدرسہ کا منتظم جاں بحق 9/دسمبر: تیل کی عالمی قیمتوں میں نمایا کمی، 67.35ڈالر فی بیرل ہوگئیں 10/دسمبر: پاکستان: اسلام آباد سپریم کورٹ: وزیرِ اعظم کو نااہل قرار دینے کی درخواستیں خارج 11/دسمبر: پاکستان: جاپان میں شدید برفباری، 7افراد ہلاک 12/دسمبر: پاکستان: نیپرا کا فیول ایڈجسٹمنٹ میں 74 پیسے فی یونٹ کمی کرنے کا فیصلہ 13/دسمبر: پاکستان: بجلی 2.32روپے فی یونٹ سستی، پٹرول کی قیمتیں مزید کم کریں گے، وزیرِ اعظم 14/دسمبر: پاکستان: این اے 125دھاندلی کیس، 5پولنگ اسٹیشنز میں 280ووٹ جعلی نکلے، نادرا رپورٹ 15/دسمبر: پاکستان: بجلی بریک ڈاؤن، گدو پاور پلانٹ کے 3 سینئر افسران معطل 16/دسمبر: پاکستان: لاہور میں تحریک انصاف کا دھرنا، جلاؤ گھراؤ، سڑکیں بند 17/دسمبر: پاکستان: پاکستان میں قیامتِ صغریٰ، آرمی پبلک سکول پشاور پر دہشتگردوں کا حملہ، 132بچوں، پرنسپل اور ٹیچرز سمیت 142شہید، 3روزہ قومی سوگ کا اعلان، پرچم سرنگوں رہے گا، متاثرین کے لئے امداد کا اعلان، تعلیمی ادارے 3دن کے لئے بند، تاجروں کی

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بھی ہڑتال، عالمی برادری کا اظہارِ مذمت ✍ 18/دسمبر: پاکستان: دہشتگردوں کے لئے سزائے موت پر عائد پابندی ختم، سزایافتہ 55 دہشتگردوں کو پھانسی دینے کی تیاریاں مکمل ✍ 19/دسمبر: پاکستان: راولپنڈی، پشاور سمیت مختلف علاقوں میں زلزلے کے جھٹکے ✍ 20/دسمبر: پاکستان: جی ایچ کیو اور مشرف حملہ کیس کے 2 مجرموں کو پھانسی دے دی گئی۔

---

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۹۰ ''اخبارِ ادارہ''﴾

□......۱۲/صفر، جمعہ، مولانا طارق محمود صاحب، مولانا ابرار حسین ستی صاحب کے والد صاحب کی تعزیت کے لئے علی پور، اسلام آباد ان کے گھر گئے، قبل مغرب واپسی ہوئی۔

□......۱۴/صفر، اتوار شعبہ ناظرہ وقاعدہ بنین وبنات کی تمام جماعتوں کے سہ ماہی امتحانات ہوئے۔

□......۱۴/صفر، اتوار، جناب حافظ سعید صاحب (برادر قاری صدیق صاحب) کی دعوتِ ولیمہ پر ان کی رہائش گاہ نزد ایوب پارک میں بندہ امجد مع اہلِ خانہ شریک ہوا۔

□......۱۷/صفر، بدھ، چوہدری بشیر صاحب (چمڑا گودام) کی اہلیہ کا جنازہ حضرت مدیر صاحب نے پڑھایا، ادارہ کے دیگر اساتذہ بھی شریک ہوئے، اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے، پسماندگان کو اجر اور صبر دے۔

□......۲۷/صفر، ہفتہ، حضرت مدیر صاحب مع اہلِ خانہ مضافات میں تشریف لے گئے، شام کو واپسی ہوئی۔

□......دسمبر کے دوسرے عشرے میں تعمیرِ پاکستان سکول میں ششماہی امتحانات ہوئے، 19 دسمبر کو امتحانات مکمل ہو کر سردیوں کی تعطیلات دی گئیں، یکم جنوری 2015ء کو سکول دوبارہ کھلنا متوقع ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530